بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 52

ایڈیٹر
منیر احمد خادم

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ 3

شرح چندہ
سالانہ 200 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ £ یا
40 امریکن ڈالر
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ £

17 ذی قعدہ 1423 ہجری 21 صلح 1382 ہش 2 جنوری 2003ء

Postal Reg. No. PB\0154\2003 TO 2005

1504.
Er. M.Salam,
Dpty. Chief Engineer (P&M)Elect.
HPSEB Vidyut Bhawan,
Shimla - 171 004 (H.P)

قادیان 17 جنوری (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ آج حضور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رؤیا و کشوف بیان کرتے ہوئے انکی بصیرت افروز تشریح بیان فرمائی۔

احباب جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

برکات الٰہی انسان پر اس وقت نازل ہوتے ہیں جب خدا تعالیٰ سے مضبوط رشتہ باندھا جاوے

(ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ کو اگر دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ بڑے سیدھے سادھے تھے۔ جیسے کہ ایک برتن قلعی کرا کر صاف اور ستھرا ہو جاتا ہے ایسے ہی ان لوگوں کے دل تھے جو کلام الٰہی کے انوار سے روشن اور کدورت نفسانی کے زنگ سے بالکل صاف تھے گویا قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا کے سچے مصداق تھے

مجھے خوب معلوم ہے کہ ابھی تک ہماری جماعت میں سے کثرت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ اگر ہماری دنیا کو کسی طرح سے کوئی جنبش آئی تو ہم کدھر جائیں گے مگر تعجب تو یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمارے ہاتھ پر اقرار کرتے ہیں کہ ہم دنیا پر دین کو مقدم سمجھیں گے اور دوسری طرف دنیا و مافیہا میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ دنیا کی خاطر ہر ایک دینی نقصان برداشت کرنا گوارا کرتے ہیں۔ ذرا سا کوئی کنبہ میں بیمار ہو جاوے یا بیل بکری ہی مر جاوے تو جھٹ بول اٹھتے ہیں کہ ہیں یہ کیا ہوا؟ ہم تو مرزا صاحب کے مرید تھے۔ ہمارے ساتھ کیوں یہ حادثہ ہوا؟ حالانکہ یہ خیال انکا خام ہے۔ وہ اس سچے رشتہ سے جو اللہ تعالیٰ سے باندھنا چاہئے ناواقف ہیں۔ برکات الٰہی انسان پر اس وقت نازل ہوتے ہیں جب خدا تعالیٰ سے مضبوط رشتہ باندھا جاوے۔ جیسے رشتہ داروں کو آپس میں رشتہ داری کا پاس ہوتا ہے۔ ویسے ہی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندہ کے رشتہ کا جو اس پاک ذات کے ساتھ ہے سخت پاس ہوتا ہے، وہ مولیٰ کریم اس کے لئے غیرت کھاتا ہے اور اگر کوئی دکھ یا مصیبت اس کو پہنچتی ہے تو وہ بندہ اپنے لئے راحت جانتا ہے۔

الغرض کوئی دکھ اس رشتہ کو توڑتا نہیں اور نہ کوئی سکھ اس کو دوبالا کرتا ہے۔ ایک سچا تعلق و حقیقی عشق عبد و معبود میں قائم ہو جاتا ہے اگر ہماری جماعت میں چالیس آدمی بھی ایسے مضبوط رشتہ کے جو رنج و راحت، عسر و یسر میں خدا تعالیٰ کی رضا کو مقدم کریں، ہوں تو ہم جان لیں کہ ہم جس مطلب کے لئے آئے تھے وہ پورا ہو چکا اور جو کچھ کرنا تھا وہ کر لیا۔

کیسی سوچنے کی بات ہے کہ صحابہ کرام کے تعلقات بھی تو آخر دنیا سے تھے ہی۔ جائدادیں تھیں، مال تھا، زر تھا، مگر ان کی زندگی پر کس قدر انقلاب آیا کہ سب کے سب ایک ہی دفعہ دستبردار ہو گئے اور فیصلہ کر لیا کہ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْيَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ ہمارا سب کچھ اللہ ہی کے لئے ہے اگر اس قسم کے لوگ ہم میں ہو جاویں تو کونسی آسمانی برکت اس سے بزرگ تر ہے؟

بیعت کرنا صرف زبانی اقرار ہی نہیں بلکہ یہ تو اپنے آپ کو فروخت کر دینا ہے خواہ ذلت ہو نقصان ہو۔ کچھ ہی کیوں نہ ہو کسی کی پرواہ نہ کی جاوے۔ مگر دیکھو اب کس قدر ایسے لوگ ہیں جو اپنے اقرار کو پورا کرتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کو آزمانا چاہتے ہیں۔ بس یہی سمجھ رکھا ہے کہ اب ہمیں مطلقاً کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونی چاہئے اور ایک پر امن زندگی بسر ہو حالانکہ انبیاء، اور قطبوں پر مصائب آئے اور وہ ثابت قدم رہے مگر یہ ہیں کہ ہر ایک تکلیف سے محفوظ رہنا چاہتے ہیں۔ بیعت کیا ہوئی گویا خدا تعالیٰ کو رشوت دینی ہوئی۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔ یعنی کیا یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ یہ فقط کلمہ پڑھ لینے پر ہی چھوڑ دئے جاویں گے اور ان کو ابتلاؤں میں نہیں ڈالا جاوے گا۔ پھر یہ لوگ بلاؤں سے کیسے بچ سکتے ہیں۔ ہر ایک شخص کو جو ہمارے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے جان لینا چاہئے کہ جب تک آخرت کے سرمائے کا فکر نہ کیا جاوے کچھ نہ بنے گا اور یہ ٹھیکا کرنا کہ ملک الموت میرے پاس نہ پھٹکے، میرے کنبے کا نقصان نہ ہو، میرے مال کا بال بیکا نہ ہو، ٹھیک نہیں ہے۔ خود شرط وفا دکھلاوے اور ثابت قدمی و صدق سے مستقل رہے۔ اللہ تعالیٰ مخفی راہوں سے اس کی رعایت کرے گا۔ اور ہر ایک قدم پر انکا مددگار بن جاوے گا۔

انسان کو صرف پنجگانہ نماز اور روزوں وغیرہ کے احکام کی ظاہری بجا آوری پر ہی ناز نہیں کرنا چاہئے کہ نماز پڑھنی تھی پڑھ لی، روزے رکھنے تھے رکھ لئے، زکوٰۃ دینی تھی دے دی۔ وغیرہ۔ نوافل ہمیشہ نیک اعمال کے متمم و مکمل ہوتے ہیں اور یہی ترقیات کا موجب ہوتا ہے۔ مومن کی تعریف یہ ہے کہ خیرات و صدقہ وغیرہ جو خدا نے اس پر فرض ٹھہرایا ہے بجالاوے اور ہر ایک کار خیر کرنے میں اس کو ذاتی محبت ہو۔ اور کسی تصنع و نمائش و ریا کو اس میں دخل نہ ہو۔ یہ حالت مومن کو اس کے سچے اخلاص اور تعلق کو ظاہر کرتی ہے اور ایک سچا اور مضبوط رشتہ اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا کر دیتی ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اس کی زبان ہو جاتا ہے جس سے وہ بولتا ہے اور اس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ کام کرتا ہے۔ الغرض ہر ایک فعل اس کا اور ہر ایک حرکت سکون اس کا اللہ ہی کا ہوتا ہے اس وقت جو اس سے دشمنی کرتا ہے اور پھر فرماتا ہے کہ میں کسی بات میں اس قدر تردد نہیں کرتا جس قدر کہ اس کی موت میں۔

قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مومن اور غیر مومن میں ہمیشہ فرق رکھ دیا جاتا ہے۔ غلام کو چاہئے کہ ہر وقت رضاءِ الٰہی کو ماننے اور ہر ایک رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں دریغ نہ کرے کون ہے جو عبودیت سے انکار کر کے خدا تعالیٰ کو اپنا محکوم بنانا چاہتا ہے۔ تعلقات الٰہی ہمیشہ پاک بندوں سے ہوا کرتے ہیں جیسا کہ فرمایا ہے اِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰٓى لوگوں پر جو احسان کرے ہرگز نہ جتلاوے۔ جو ابراہیم کے صفات رکھتا ہے ابراہیم بن سکتا ہے۔ ہر ایک گناہ بخشنے کے قابل ہے مگر اللہ تعالیٰ کے سوا اور کو معبود و کارساز جاننا ایک ناقابل عفو گناہ ہے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ لَا

باقی صفحہ (8) پر ملاحظہ فرمائیں

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان

اداریہ

21 جنوری 2002ء

برکتوں سے بھرپور جلسہ سالانہ

تقسیم ملک کے بعد ہم نے دیکھا تو نہیں لیکن سنا ہے کہ پہلا جلسہ سالانہ مسجد اقصیٰ میں ہوا تھا لیکن وہ دن ہمیں ضرور یاد ہیں جبکہ جلسہ سالانہ موجودہ دفتر جلسہ سالانہ کے قریب لنگر خانہ کے ایک حصہ میں ہوتا تھا اور چند لوگ پرالی پر اور چند لوگ سائڈ میں کرسیوں پر بیٹھے ہوتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے بیش قیمت پیغامات ان جلسہ ہائے سالانہ میں سنائے جاتے اور علماء سلسلہ محترم مولانا محمد سلیم صاحب، محترم مولانا شریف صاحب امینی، محترم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی، محترم مولانا عبدالحق صاحب فضل، محترم مولانا محمد حفیظ صاحب بقاپوری، محترم مولانا ابی عبداللہ صاحب، محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب جیسے علماء کرام کی پر مغز تقاریر اس جلسہ گاہ میں ہوتی تھیں۔ اکثر مہمان صرف تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے کمروں میں سما جاتے اور مستورات کی بڑی قیامگاہ نصرت گرلز ہائی سکول ہوتی۔ باجماعت نمازوں میں مسجد مبارک پوری بھر جاتی اور مسجد مبارک کی چھت پر بھی شامیانے لگائے جاتے جس میں نمازی شامل ہوتے کچھ مہمان مسجد اقصیٰ میں بھی چلے جاتے۔ یہ سب 1988ء کے جلسہ سالانہ تک جاری رہا یہاں تک کہ 1989ء کا جوبلی جلسہ سالانہ آگیا اور اس سال یہ محسوس کیا گیا کہ چونکہ یہ جماعت کا جوبلی جلسہ ہے اور اس میں حاضری زیادہ ہوگی اس اعتبار سے جلسہ کیلئے موجودہ جلسہ گاہ کا انتخاب کیا گیا۔ چنانچہ ایک اندازے کے مطابق دس ہزار مہمان اس جلسہ میں حاضر ہوئے۔

1989ء کے جلسہ کے بعد حضور انور کا ایک پیغام آیا کہ قادیان کے محلہ کی جس قدر مساجد کو آباد کیا جا سکتا ہے ان کو آباد کر کے ان میں کم از کم جمعہ کی نماز ضرور پڑھی جائے۔ چنانچہ خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام مسجد نور، مسجد دار البرکات، مسجد دار الانوار میں قادیان کے خدام نے جمعہ کی نمازیں پڑھنی شروع کر دیں۔ اگر چہ ان دنوں اس خدشہ کا بھی اظہار کیا گیا کہ موجودہ جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کی حاضری کم ہو رہی ہے لیکن پھر بھی ایک سال تک یہ نمازیں ہوتی رہیں اس وقت کس کو معلوم تھا کہ چند ماہ بعد امام وقت کی برکت سے یہ مساجد اپنے ہی محلہ کے مہمانوں سے آباد ہو جائیں گی۔

اس وقت کوئی نہیں جانتا تھا کہ ہم ایک ایسے جلسہ کا نظارہ کرنے والے ہیں جس میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بنفس نفیس شمولیت فرمانے والے ہیں۔ چنانچہ 1991ء کا جلسہ آگیا اور خلیفہ وقت کی آمد کے شادیانے بجنے لگے۔ حضور پرنور نے سرزمین ہند پر اپنے مبارک قدموں کو رکھا اور جلسہ کی تعداد پچیس ہزار نفوس سے زائد ہوگئی۔ یہ جلسہ بیرون دنیا پر اپنے اثرات کے لحاظ سے حیرت انگیز تھا۔ حضور انور کی برکت سے پنجاب کے حالات بہتر ہوئے پورے ہندوستان میں احمدیت کے نفوذ کے سامان پیدا ہونے لگے۔ ہندوستانی پریس نے حضور پرنور کی آمد اور اس جلسہ کو غیر معمولی قرار دیا۔ اس جلسہ میں مہمانان کرام کو پورے قادیان کے سکولوں کالجوں میں ٹھہرایا گیا۔ ہر محلہ میں مہمان ٹھہرائے گئے اور قادیان کی قریباً تمام مسجدیں آباد ہوگئیں۔ یہ ایک عجیب نظارہ تھا جو دیکھتے ہی بنتا تھا۔

حضرت امیر المؤمنین کی جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد پھر تو ہر سال قادیان کے جلسہ کی حاضری غیر معمولی طور پر بڑھنے لگی جس میں نومبائعین کی شمولیت نے ایک حیرت انگیز کردار ادا کیا ہے۔ نومبائعین کی شمولیت کے بعد تو کچے مکانات ناکافی ہو گئے اور ٹینٹ لگا کر عارضی قیامگاہ کی ایک بستی 1999ء سے بنائی جانے لگی۔ اس عارضی قیام گاہ کو نہایت خوبصورت بنایا جاتا ہے۔ جس میں جلسہ کی ایک بڑی آبادی رہائش اختیار کرتی ہے۔ گزشتہ سال تک اس عارضی قیام گاہ میں پنجاب، ہریانہ، ہماچل راجستھان، یوپی، ایم پی کے صوبہ جات رہائش رکھتے تھے لیکن اس سال یہ قیام گاہ صرف پنجاب ہریانہ ہماچل کے مہمانوں سے ہی بھر گئی باقی مہمانوں کو دیگر جگہوں پر ٹھہرانا پڑا۔

ایک اندازے کے مطابق اس جلسہ سالانہ کی حاضری 55 ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل تھی جس میں کثیر تعداد میں ہر مذہب کے نمائندے شامل ہوئے۔ جبکہ بعض اخبارات میں اس کو ساٹھ ہزار بھی بتایا گیا ہے بعض پرانے بزرگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ اس جلسہ سالانہ نے تقسیم ملک سے قبل کی یاد تازہ کر دی۔ پورے قادیان میں کہیں بھی تل دھرنے کی جگہ نہ تھی چار وسیع و عریض لنگر خانے دن رات کھانا بنانے میں مصروف رہے۔

بعض دیگر تنظیموں کے جلسوں میں اور قادیان کے جلسہ میں انتظامی اعتبار سے زمین و آسمان کا فرق ہے دیگر تنظیموں کے بڑے بڑے جلسوں میں اگر چہ لاکھوں لوگ بھی شامل ہوتے ہیں لیکن اکثر جگہوں پر کھانے اور رہائش کے انتظامات مہمانوں کے اپنے ہوتے ہیں لوگ شہر کی مختلف سرایوں میں ٹھہرتے اور قیمتاً کھانا کھاتے ہیں لیکن قادیان میں رہائش اور بجلی کے اعلیٰ انتظامات کے ساتھ ساتھ کھانے کے بھی نہایت عمدہ انتظامات ہوتے ہیں ہر ایک مہمان کو حسب راتب رکھا جاتا ہے۔ ہر طرح سے ان کے جذبات کا خیال رکھا جاتا ہے دلداری کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ساٹھ ہزار مہمانوں کو سنبھالنا کوئی آسان کام نہیں۔

گزشتہ جلسہ سالانہ سے قادیان کے جلسہ کی ایک خاص بات یہ رہی کہ اس کے آخری روز کا آخری سیشن جلسہ پیشوایان مذاہب کے طور پر منایا جاتا ہے۔ جس میں ہر مذہب کے متبعین اور مذہبی لیڈران اکٹھے ہو کر مقدس مذہبی کتب سے اپنے اپنے مذاہب کی پریم پیار، اتفاق و اتحاد اور قومی یکجہتی پر تقاریر فرماتے ہیں اس طرح سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی اس جلسہ کیلئے وہ عظیم الشان پیشگوئی بھی نہایت ایمان افروز رنگ میں پوری ہو رہی ہے جس میں آپ نے فرمایا کہ اس جلسہ میں آئندہ آنے والے دنوں میں مختلف اقوام کی شمولیت ہوگی اور اس طرح سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس عظیم پیغام کا مقصد بھی ایک حد تک پورا ہوتا ہے جو آپ نے 1989ء کے جلسہ سالانہ میں اپنے ایک بصیرت افروز پیغام میں فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا:-

”ہندوستان ایک عظیم ملک ہے اور آخرین کے دور میں اس ملک میں خدا تعالیٰ کا امام زمانہ کو پیدا فرمانا ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس ملک اور اس ملک کے بسنے والی قوموں میں غیر معمولی صلاحیتیں موجود ہیں لیکن کسی قوم اور ملک کی صلاحیتیں کبھی بھی اعلیٰ مقاصد کے لئے استعمال نہیں ہو سکتیں اگر وہ نفرتوں کا نشانہ بن جائے اور ملک میں بسنے والی قوم ایسے فرقوں اور گروہوں اور علاقوں اور خطوں میں بٹ جائے جو ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہوں۔ جماعت احمدیہ ہندوستان پر فرض ہے کہ اپنی حب الوطنی اور بالغ نظری کا ثبوت دیتے ہوئے ہندوستان کو ان نفرتوں سے پاک کریں اور اس عظیم الشان مطمح نظر کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی روح کی فلاح کے طور پر نہایت خوبصورت اور درخشندہ الفاظ میں ہمارے سامنے رکھا ہے کہ ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ دعاؤں کے بعد یہی آپ کا ہتھیار ہے کہ ہندوستان میں پنپنے والی نفرتوں کو اپنی غالب آنے والی محبتوں کے ذریعہ شکست دیں اور محبت اور پیار کے ساتھ تیزی کے ساتھ اس اسلام کو ہندوستان میں پھیلائیں جو تمام بنی نوع انسان کی مشترک دولت ہے اور کسی ایک ملک کا مذہب نہیں“ (بدر 25 جنوری 1990ء)

(منیر احمد خادم)

دعائیہ قطعہ

وصل کی خواہش کے خالق ! تجھ کو تیری ہی قسم
تشنہ لب ہوں میں ، پلادے شربتِ وصل و بقا
زندگی میں مجھ کو نفسِ مطمئنّہ ہو نصیب
اور نداء سن لوں تری ، بندے مری جنت میں آ

عطاء المجیب راشد امام مسجد فضل لندن

غزل

جس کی نگاہ فیض سے اک چشمۂ فیض ابل پڑے
اس ماہ جبیں کی دید سے ہی میرے دل میں کل پڑے

زندہ ہوں اس کی یاد سے جو میرا پیارا یار ہے
جب بھی وہ دے تسلیاں دل مضطرب سنبھل پڑے

میرے تصورات میں ماضی کی جب آتی ہے یاد
لگتا ہے میرے باغ میں کچھ پھول پھر سے کھل پڑے

اس سا نہیں کوئی حسیں اک حسن کا منبع ہے وہ
دیکھے اسے جو اک نظر دل پیار سے اچھل پڑے

میری زمیں پہ جب کبھی دورِ خزاں سا آ گیا
اس کی دعائے فیض سے بنجر زمیں میں پھل پڑے

مظبوط تر ہے وہ کڑا مؤمن کا جس پہ ہاتھ ہے
جو ٹوٹتا نہیں کبھی، کوئی نہ اس میں بل پڑے

خواجہ عبدالمؤمن اوسلو ناروے

اعزاز

مکرم و محترم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب OBE، سیکرٹری امور خارجہ جماعت احمدیہ برطانیہ کو انٹرنیشنل فیڈریشن برائے امن عالم کی طرف سے ”امن کے سفیر“ (Ambassador of Peace) کا اعزاز دیا گیا ہے۔ یہ اعزاز ان چیدہ چیدہ افراد کو دیا جاتا ہے جن کی انسانیت کیلئے خدمات مثالی ہوں۔ انسانیت کیلئے خدمات میں اخلاقی اقدار کی بہتری، خاندانی نظام میں استحکام، بین المذاہب رواداری، مفاہمت اور تعاون کے علاوہ عالمی ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے خدمات شامل ہیں۔

امن عالم کیلئے انٹرنیشنل فیڈریشن کے مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ امن عالم کیلئے ایسا ماحول پیدا کیا جائے جو نسلی قومی اور مذہبی امتیاز سے بالا ہو اور ساری انسانیت کو متحد کرنے کا باعث ہو اس میں زندگی کے دونوں پہلوؤں (یعنی روحانی اور مادی) میں ہم آہنگی قائم رکھی جا سکے۔

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز مکرم ڈاکٹر افتخار احمد ایاز صاحب کیلئے ہر پہلو سے بابرکت فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

اخلاقی جہاد ایک بہت بڑا اور اہم جہاد ہے اور اسلام کے عالمگیر جہاد کا ایک لازمی حصہ ہے

اخلاق سنوارنے کے دو ہی طریق ہیں۔ ایک نصیحت کے ذریعہ اور ایک عمل کے ذریعہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا سب سے بڑا ہتھیار حسن عمل تھا۔

(ہمسائیگی کے حقوق اور مہمان نوازی کے متعلق بعض احادیث نبویہ کی لطیف تشریح)

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز - فرمودہ ۲۰ر مئی ۱۹۹۴ء مطابق ۲۰ر ہجرت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّأَسِيْرًا. إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾. (سورة الدهر :۹۔۱۰)

قرآن کریم نے اللہ کی عبادت کے بعد جو سب سے زیادہ زور دیا ہے وہ خدمت خلق پر ہے اور حقیقت میں یہ دو ہی دین کے حصے ہیں یا اللہ کی عبادت ہے یا بنی نوع انسان سے اچھے تعلقات، خدا کی مخلوق سے محبت کرنا۔ اور بارہا پہلے بھی میں جماعت کو سمجھا چکا ہوں یہ دو الگ مضمون نہیں ہیں بلکہ ایک ہی درخت کی دو شاخیں ہیں۔ جتنا آپ کو عبادت کا مفہوم سمجھ آئے گا، جتنا آپ عبادت کا حق ادا کریں گے اس کے ساتھ ساتھ ہی بنی نوع انسان سے تعلقات کی شاخ بھی نشو و نما پاتی چلی جائے گی اور وہ دونوں شاخیں اکٹھی بڑھتی ہیں۔ یہ ممکن ہی نہیں کہ عبادت کی شاخ تو صحتمند ہو اور نشو و نما پا رہی ہو اور بنی نوع انسان سے تعلقات کی شاخ مرجھا جائے اور اس کی جگہ بہت ہی کریہہ المنظر، کانٹے دار، کسیلی، کڑوی شاخیں نکل آئیں۔ اگر ایسا ہو تو یہ اس بات کا قطعی ثبوت ہوگا کہ عبادت کرنے والے کی عبادت رائیگاں گئی ہے۔ اس کی عبادت کے مفہوم سے کوئی آشنائی نہیں۔ وہ دھوکے میں ہے کہ عبادت کرتا ہے کیونکہ خدا کی عبادت کرنے والا خدا کی مخلوق سے محبت کے سوا اور کوئی راہ نہیں پاتا۔

پس اس پہلو سے بنی نوع انسان کے ساتھ رابطہ بڑھانے میں عبادت اور پر خلوص عبادت کا بہت گہرا دخل ہے۔ اور پُر خلوص عبادت کی پہچان انسانی سطح پر دکھائی دیتی ہے۔ جو خدا کی سطح پر ہے وہ تو آپ دیکھ نہیں سکتے۔ انسانی سطح پر جو دیکھ سکتے ہیں وہ حسنِ خُلق سے پہچان سکتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی مخلوق سے، بنی نوع انسان سے، مجبور اور مقہور لوگوں سے خدا کا بندہ جس طرح سلوک کرتا ہے اسی حد تک اس کی عبادت خدا کے ہاں مقبول دکھائی دینے لگتی ہے۔ پس اس پہلو سے میں نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ان احادیث کا انتخاب کیا ہے۔ بکثرت ایسی احادیث ہیں اور حقیقت میں ان پر احاطہ نہیں ہو سکتا، جن کا بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات سے تعلق ہے اور انسان کے اخلاق کی تعمیر کرنے والی احادیث ہیں کیونکہ آپ کے اخلاق کی تعمیر کا آغاز آپ کے گھر سے ہوتا ہے، آپ کے اخلاق کی تعمیر کا آغاز گھر سے ہو کر ہمسایوں پر اثر دکھاتا ہے۔ ہمسایوں کے بعد پھر یہ باہر کا رخ اختیار کرتا ہے۔ درجہ بدرجہ، سلسلہ بہ سلسلہ اپنوں سے غیروں کی طرف سفر شروع ہوتا ہے یہاں تک کہ اس سفر کے نتیجہ میں آپ کو انسانیت کا نیا عرفان نصیب ہونے لگتا ہے۔ تعلقات کے ذوق بلند ہونے لگتے ہیں یہاں تک کہ کل تک جو غیر تھا وہ اپنا دکھائی دینے لگتا ہے اور جو اپنے ہیں وہ اپنے رہنے کے باوجود غیروں کے حقوق پر دخل انداز نہیں ہو سکتے یعنی اپنائیت کا ایک نیا مضمون انسان کے سامنے ابھرتا ہے۔

اگر خدا کے تعلق میں انسان کے تعلقات کا دائرہ نہ بڑھے تو پھر اپنے اپنے رہتے ہیں اور ہر حالت میں ان کے مفادات کو انسان دوسروں پر ترجیح دیتا ہے۔ لیکن یہ جو سفر ہے جس کی طرف میں آپ کو بلا رہا ہوں جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ساری زندگی اختیار فرمایا اور تمام بنی نوع انسان کو اسی طرف آنے کی دعوت دی یہ مضمون اور ہے، اس عام انسانی تعلق سے مختلف۔ اس مضمون کی رو سے آپ کے جو اپنے گھر والوں سے تعلقات درست ہوتے ہیں اور اسوہ نبویؐ پر درست ہوتے ہیں تو پھر وہاں ٹھہرتے نہیں۔ پھر ہمسایوں کے ساتھ تعلقات استوار ہوتے ہیں اور درست ہوتے ہیں۔ پھر ہمسایوں سے آگے بڑھ کر اہل محلہ اور اہل شہر اور اہل ملک یہاں تک کہ یہ پھیلتے چلے جاتے ہیں اور تمام حدود اس بات سے عاری ہو جاتی ہیں کہ ان کو روک سکیں اور محدود جگہ میں مقید کر سکیں۔ علاقائی حدود کو بھی یہ تعلقات پھلانگ جاتے ہیں۔ رنگ کی حدود کو بھی یہ تعلقات پھلانگ جاتے ہیں۔ نسلی حدود کو بھی یہ تعلقات پھلانگ جاتے ہیں یہاں تک کہ عالمی صورت اختیار کر جاتے ہیں اور وہاں پھر کُل عالم اپنا ہی خاندان کا ایک حصہ دکھائی دینے لگتا ہے اور اسی کے نتیجہ میں سچا انصاف جنم لیتا ہے۔ ورنہ اگر اپنوں اور غیروں میں فرق دکھائی دیتا رہے تو پھر حقیقت میں آپ انصاف کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ تبھی قرآن کریم نے اس مضمون کو بڑھاتے بڑھاتے اِيْتَاءِ ذِي الْقُرْبٰى تک پہنچا دیا۔ یہ مراد نہیں کہ اپنوں سے اور سلوک کرو اور ذوالقربیٰ سے اور سلوک کرو۔ ذوالقربیٰ کے سلوک سے مراد ہے ہر مومن کا ہر دوسرے سے سلوک عدل سے شروع ہوتا ہے، احسان کی تمام منازل طے کرنے کے بعد ذوالقربیٰ کی حدود میں داخل ہو جاتا ہے اور پھر وہاں سارے اپنے دکھائی دیتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو سمجھانے کی خاطر انسان کو اللہ تعالیٰ کے عیال قرار دیا اور عیال سے مراد ہے جیسے گھر کے سب افراد ہوں۔ ذوالقربیٰ کی ایک دوسری اصطلاح عیال ہے، عیالُ اللہ۔ اگر سب مخلوق اللہ کی عیال ہے تو آپ کا تعلق عیال کے تعلق میں اسی طرح ڈھلے گا جیسے گویا آپ کی عیال ہو اور یہی مضمون ہے جو میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ کے حوالہ سے جماعت کو سمجھا رہا ہوں۔ عالمی تبلیغ کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ عظیم عالمگیر روحانی انقلاب برپا کرنے کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ اس کے بغیر آپ کو یہ اہلیت نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔ لیکن جب میں گھروں پر نظر ڈالتا ہوں تو بہت سے گھروں کے حالات دیکھ کر دل دہل جاتا ہے کہ ہم نے تو ابھی اس سفر کا بعض جگہ آغاز بھی نہیں کیا۔ بہت سے احمدی گھر ہیں جہاں تعلقات بھیانک صورت میں پائے جاتے ہیں، جہاں باپ بچوں کے حقوق ادا نہیں کرتا، بیوی خاوند کے حقوق ادا نہیں کرتی، بچے ماں باپ کے حقوق ادا نہیں کرتے۔ ان کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ روزمرہ کی زندگی میں آپس میں گفتگو کیسے کی جاتی ہے۔ تحکمات یا اعتراضات یا بد خلقی کا شکار ہو کر وہ خاندان جہنم کا نمونہ بن جاتے ہیں اور پھر آگے اولادیں اتنا دور ہٹ جاتی ہیں کہ بعض دفعہ انسان ان کے حالات پر غور کر کے حیران کیا رہ جاتا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ حیرانی اس کے لئے کافی نہیں۔ بعض خط میں پڑھتا ہوں تو جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ ایک بیٹی لکھتی ہے ماں سے متعلق، ایسی بد خلق عورت ہے اور تمام عمر اس نے میرے باپ کو ایسے ایسے دکھ دئے ہیں کہ میں کچھ نہیں کہہ سکتی مگر آپ جتنی نصیحت کریں میرے دل سے اس ماں کے لئے دعا نہیں نکل سکتی۔ اور ایک لڑکی اپنے باپ کے متعلق لکھتی ہے کہ ایسے ظلم کئے ہیں اس نے ماں پر اور پھر ان کے حوالے سے ہم سب پر اور یہاں تک کہ گندی گالیاں دینا تکیہ کلام بن گیا ہے۔ اور ہمارے

حوالے سے ہمارے سامنے کہتا ہے کہ یہ میری اولاد نہیں ہے جہاں یہ حالات ہوں وہاں عالمگیر انقلاب کا تصور محض ایک جنت الحمقاء میں بسنے والی بات ہے، اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

پس وہ خشک شاخیں ہیں جن کا تعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے درخت وجود کی سرسبز شاخوں میں کچھ ایسی بھی ہیں جو خشک ہو چکی ہیں۔ فرمایا یہ کاٹی جائیں گی کیونکہ اس درخت نے تو ضرور سبز و شاداب رہنا ہے۔ اس کا تو مقدر ہے کہ اس کی شاخیں تمام دنیا پر پھیل جائیں، تمام عالم پر محیط ہو جائیں اور روحانی پرندے اس میں گھونسلے بنائیں اور اس کی شاخوں میں آرام پائیں اور اس کے پھل پھولوں سے لذتیں حاصل کریں۔ لیکن ایسی بھی ہیں جو خشک شاخوں میں تبدیل ہو چکی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ تم میرے وجود سے کاٹی جاؤ گی اور جہنم تمہارا ٹھکانہ ہے۔ اسی طرح جس طرح خشک شاخوں کے لئے آگ کے سوا اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہوا کرتا۔ ان کا انجام اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ پس اس پہلو پر نظر پڑتی ہے تو دل دہل جاتا ہے۔

یہ میں جانتا ہوں اور کامل یقین ہے کہ جماعت کی بھاری اکثریت ان بدبختوں سے آزاد ہے اور مبرّا ہے لیکن بہت سے بیچ بیچ میں داخل ہیں اور جماعت سے منسوب ہو رہے ہیں اور اپنے ماحول میں اپنی عفونت پھیلا رہے ہیں اور ان کے بدنمونے باہر نکلتے ہیں اور جماعت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اس لئے ان سب کو سنبھالنا ہمارا فرض ہے۔ محض اس لئے نہیں کہ وہ جماعت کے لئے بدنامی کا موجب ہیں بلکہ اس لئے کہ ہمدردی کے وہ بھی تو مستحق ہیں۔ ہم کیسے یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہ آگ میں جلنے والی لکڑیاں ہیں ان کو جلنے دو۔ اگر یہ طرز عمل درست ہوتی، اگر یہی رجحان حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا رجحان ہوتا تو تمام دنیا آگ میں جل جاتی۔ ایک ایک کے لئے آپ کا دل نرم ہوا اور پگھلا، ایک ایک کے لئے آپ کی رحمت پانی بن کر برسی اور جہاں گئے وہ تلخیوں کی آگ بجھاتے رہے بلکہ آپ کی دعائیں آج کی تلخیوں کی آگ بجھانے میں مددگار ثابت ہو رہی ہیں۔ آپ ہی کا فیض ہے جو احمدیت بن کے ابھرا ہے اور آپ ہی کی رحمت اور دعاؤں کی بارشیں ہیں جو احمدیت پر برس رہی ہیں اور ہمیں دھو رہی ہیں اور ہمیں پاک کر رہی ہیں۔

پس اس پہلو سے ان لوگوں کی اصلاح کی طرف توجہ بے انتہا ضروری ہے۔ تمام دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اخلاق کے مضمون کو سن کر یہ نہ سمجھیں کہ ہر انسان خود بخود سنے گا اور

> جتنا آپ کو عبادت کا مفہوم سمجھ آئے گا، جتنا آپ عبادت کا حق ادا کریں گے اس کے ساتھ ساتھ ہی بنی نوع انسان سے تعلقات کی شاخ بھی نشوونما پاتی چلی جائے گی۔

اس کے اندر پاک تبدیلی پیدا ہو جائے گی بلکہ بعض اخلاقی قدریں ایسی ہیں جن کی نظام جماعت کو بہر حال حفاظت کرنی ہوگی اور روزمرہ کی زندگی میں کسی احمدی کا کوئی ایسا فعل جو اس کے خاندان کو جہنم میں دھکیلنے والا ہو اس کو دیکھ کر جانتے بوجھتے ہوئے آپ برداشت کر جائیں اور آرام کی نیند سو جائیں، اگر ایسا ہو تو پھر آپ کے ایمان میں کوئی فرق ہے۔ اگر ایسا ہے تو آپ نے سنت کا مضمون ہی نہیں سمجھا، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق کا مفہوم ہی آپ پر روشن نہیں ہوا۔

اس تعلق کے حوالے سے اور اس بنیادی اصول کے پیش نظر جو میں نے آپ کے سامنے کھول کر رکھا ہے کہ عبادت کو سچا کر دیں، عبادت میں اخلاص اور پیار کے رنگ بھر دیں جو خدا تعالیٰ سے ذاتی تعلق کی صورت میں منتج ہو پھر بنی نوع انسان کی طرف ویسا سفر کریں جیسا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ﴿دنیٰ فتدلّٰی﴾ کی صورت میں کیا۔ خدا کے قریب ہوئے، پھر زمین پر جھک گئے اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ان کی بدیاں دور کرنے میں اپنی

❁ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ❁

اَطِعْ اَبَاکَ

❁ اپنے باپ کی اطاعت کر ❁

طالب دعا یکے از جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز

❁ Auto Traders ❁

16 مینگولین کلکتہ 700001

دکان: 248-5222'248-1652'243-0794

رہائش: 237-0471'237-8468

دعائیں صرف کر دیں، اپنے پاک نمونے صرف فرما دیئے اور اس طرح رفتہ رفتہ وہ عظیم انقلاب مکہ اور مدینہ میں برپا ہوا جس نے آئندہ آنے والی دنیا کو تبدیل کرنا تھا۔ وہ ایک ایسی ساعت تھی جس کے بطن سے ایک اور ساعت نے پیدا ہونا تھا اور یہ آخرین کا زمانہ ہے جس میں آنحضرت ﷺ کے زمانے میں رونما ہونے والا انقلاب از سر نو رونما ہو رہا ہے اور ہو کر رہے گا، کوئی اس کو تبدیل نہیں کر سکتا۔ مگر وہ بدنصیب جو اس انقلاب کی راہ میں روک بنتے ہیں، اپنے کہلا کر راستے میں روڑے اٹکاتے ہیں اور اپنی بداخلاقیوں کی وجہ سے اپنے لئے جہنم لیتے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی جہنم میں دھکیلتے ہیں، ان کی اصلاح لازماً محض دور کی نصیحت سے نہیں بلکہ قریب کی نگرانی سے بھی کرنی ہوگی۔

> نیک ہمسائیگی ایک بہت بڑا خلق ہے اور اس کو اختیار کرنے سے انسان کئی قسم کی بدیوں سے بچ سکتا ہے اور کئی قسم کی نعمتوں کو پا لیتا ہے۔

اس لئے جماعت احمدیہ کو ہر جگہ یہ چاہئے کہ وہ اصلاحی کمیٹیاں جو اس کام کے لئے میں نے مقرر کی ہیں ان کو کہہ کر ایسے بداخلاق گھروں کی نگرانی کا انتظام کریں اور انہیں بار بار نصیحت سے سمجھانے کی کوشش کریں تاکہ ہر گھر میں وہ جنت پناہ لے لے (یعنی جنت پناہ لینے سے مراد میری یہ ہے کہ محمد رسول اللہ کی سنت میں ہی جنت پناہ لیتی ہے اور اس کے سائے میں آکر جنت پلتی اور نشوونما پاتی ہے، ورنہ ہم جنت کی پناہ میں آتے ہیں) تو یہ عمداً اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ جنت محمد رسول اللہ کی سنت میں پناہ لے لے۔ اور اگر وہ سنت نبوی کی جنت ہے اس جنت کا سایہ پھر پھیلتا چلا جائے گا۔ یہ وہ ضروری پیغام ہے جس کے متعلق عمل میں تاخیر نہیں ہونی چاہئے۔ بسا اوقات نظام جماعت تک آواز پہنچتی ہے اور کچھ دیر کے لئے گرمجوشی کا نمونہ دکھاتے ہیں پھر مدھم پڑ جاتے ہیں۔ مگر اخلاقی جہاد ایک بہت بڑا اور اہم جہاد ہے اور اسلام کے عالمگیر جہاد کا ایک لازمی حصہ ہے۔ اس لئے حتی المقدور کوشش کریں کہ ایسے لوگ بچائے جائیں اور اگر بچائے نہیں جا سکتے، پوری کوشش کے باوجود ان کو بچانا آپ کے بس میں نہیں یا آپ کی کوششیں مقبول نہیں ہوتیں اور اللہ کی تقدیر انہیں بچانے کا فیصلہ نہیں کرتی تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس حکم کو یاد رکھیں کہ یہ شاخیں ہیں جو کاٹی جائیں گی، پھر ان کو ساتھ لے کر آگے نہ چلیں۔ پھر بہتر یہ ہے کہ ہلکے بدن کے ساتھ تیز سفر اختیار کریں اور ان شاخوں کو جن کو بچانے کی ہر ممکن کوشش آپ نے کی، ان کو کاٹ کر الگ پھینک دیں اور اس کے متعلق کاروائی میں پہلے صبر کی ضرورت ہے۔ کچھ عرصہ مسلسل صبر کے ساتھ، دعاؤں کے ساتھ، اخلاص کے ساتھ، نفرت اور خشونت کے ساتھ نہیں، نرمی اور پیار کے ساتھ ان کو نصیحت کرتے چلے جائیں، ان کے حالات درست کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ کرے کہ ایسا ہو جائے اگر ایسا نہ ہو تو پھر ان کو کاٹ کر الگ پھینکنا ضروری ہو جاتا ہے۔ یہ ایک ماؤف حصہ ہے جماعت کا، جس کا ساتھ رہنا دوسرے حصوں کے لئے بھی نقصان کا موجب بن سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کس قسم کے معاشرہ کو جنم دیا، کس قسم کے معاشرہ کی پرورش کی اور اس کی تعمیر فرمائی۔ چھوٹی چھوٹی بعض نصیحتوں میں اس کی جھلکیاں ملتی ہیں۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق ابوذرؓ بیان کرتے ہیں: "قال قال رسول اللہ ﷺ یا نِسَاءَ المُسلِمَات لَا تَحْقِرَنَّ لِجَارَتِهَا وَلَو فِرسن شاة"۔ مراد یہ ہے کہ کوئی عورت اپنی ہمسائی کو حقیر نہ جانے "ولو فرسن شاة" خواہ ایک بکری کے پائے کے ذریعے ہی اس کے ساتھ تعلق قائم کرے۔

اب یہ بہت ہی پاکیزہ نصیحت ہے اور بہت ہی اعلیٰ فصاحت و بلاغت کا ایک مرقع ہے۔ ہمسائی کو حقیر نہ جانے۔ یہاں مراد یہ ہے کہ ہمسائی کو تحفہ دینا اس کی عزت افزائی ہے۔ اگر تم ہمسائی کو تحفہ نہیں دیتیں تو گویا تمہارے نزدیک اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے اور عموماً انسان میں یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ اپنے برابر کو تحفے دیتا ہے یا اپنے سے بالا کو تحفے دیتا ہے اور اپنے سے چھوٹوں کو بھول جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ Grass Root سے یعنی گھاس کی جڑوں کی سطح سے شروع ہو کر درختوں کی چوٹیوں تک اسی طرح چلتا ہے اور انسان اپنے تعلقات میں جو تحفے تقسیم کرتا ہے اور تحفے وصول کرتا ہے وہ عموماً برابری کے دائرے میں گھومتے ہیں یا بلند تر لوگوں کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ قرآن کریم نے اس کے خلاف بہت ہی اہم نصیحت فرمائی۔ فرمایا کہ جب تم خدا کی خاطر کچھ خرچ کیا کرو تو یاد رکھنا کہ یہ تمہارے اندر ہی گھومنے پھرنے والی چیزیں نہ ہوں یہ نیچے بھی

اتریں۔ خدا کی خاطر کرتے ہو تو خدا کے سب بندوں کا خیال رکھنا ہوگا۔ اگر خدا کے سب بندوں کا خیال نہیں رکھو گے تو تمہاری یہ نیکیاں جو بظاہر ہمسایوں سے تعلقات کی نیکیاں ہیں یا دوستوں کو تحائف پیش کرنا ہے یہ تمہارے سامنے ننگی ہو جائیں گی، یہ تمہارے نفس کی خاطر ہونگی، خدا کی خاطر نہیں ہونگی۔

جو آیت مَیں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا. اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾۔ (سورة الدهر :۹۔۱۰)

کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر کھلاتے ہیں ان کے اندر دو صفات نمایاں پائی جاتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ یہ ﴿عَلٰى حُبِّهٖ﴾ اللہ کی محبت کی وجہ سے کھلاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ﴿عَلٰى حُبِّهٖ﴾ جبکہ رزق سے خود محبت ہو اور انسان خود بھوکا ہو اور خود ضرور تمند ہو اس کے باوجود وہ خرچ کرتے ہیں اور یہ دونوں معنے دراصل آپس میں مل کر ایک ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ انسان ایثار اس وقت کرتا ہے جب وہ کسی سے محبت کی وجہ سے کر رہا ہو ورنہ ایثار کے کوئی معنی نہیں۔ بغیر محبت کے ایثار کا تصور ہی جھوٹا ہے۔ ماں بچے کے لئے ایثار کرتی ہے اس لئے کہ محبت ہے۔ محبوب کی خاطر عاشق ایثار کرتا ہے اس لئے کہ محبت ہے۔ تو ایثار کا لفظ ایسا ہے جس کا اٹوٹ رشتہ محبت کے ساتھ ہے تو اللہ تعالیٰ نے ﴿عَلٰى حُبِّهٖ﴾ فرما کر ایک حیرت انگیز مضمون بیان فرمایا۔ اس قدر غریبانہ حالت ہے تمہاری کہ کھانے سے محبت ہو گئی ہے اور اس کے باوجود تم خرچ کرتے ہو تو کیسے کر سکتے ہو، ﴿عَلٰى حُبِّهٖ﴾ اللہ کی محبت کے نتیجہ میں۔ ایک محبت دوسری محبت پر غلبہ پالیتی ہے اور خدا کی محبت کی خاطر تم ایک مادی چیز کی محبت کو نظر انداز کر کے دھتکار دیتے ہو اور پھر اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب وہ لوگ تمہارا شکریہ ادا کرتے ہیں تو تم اچانک اس سے تکلیف محسوس کرتے ہو، تم سمجھتے ہو کہ یہ تمہارا شکریہ ادا کر کے تمہاری نیکی کو ضائع کر رہے ہیں۔ تم سمجھتے ہو کہ شکریوں کے ہم مستحق بھی تو نہیں ہیں۔ ہم نے جس کی خاطر، جس منہ کی خاطر یہ نیکی کی تھی اس سے جزا پالی۔ اس محبت کے بدلے میں ہمیں محبت نصیب ہو گئی۔ اب یہ کیسا شکریہ ادا کر رہا ہے، یہ تو بے محل ہے۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ﴾ ان کی آواز یہ ہوتی ہے کہ ہم تو اللہ کے چہرے کی خاطر، اللہ کی رضا کی خاطر، اس کا پیار لینے کے لئے تم پر خرچ کر رہے ہیں۔ ﴿لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾ تمہارا ہمارا شکریہ ادا کرنا اور اس کے بدلے جزا دینے کی سوچنا بالکل بے تعلق بات ہے۔ جس کی خاطر ہم نے کیا اس سے ہم نے جزا پالی۔

یہ مضمون بہت ہی گہرا ہے کیونکہ اس سے آگے پھر ایک اور رستہ کھلتا ہے وہ یہ کہ جب بھی بنی نوع انسان کی آپ خدمت کریں اور باوجود اس کے کہ خود ضرور تمند ہیں پھر بھی خدمت کریں اور اللہ کی خاطر، اس کی محبت میں خدمت کریں اور اس کو یہ بتا دیں کہ ہم تمہارا محسن نہیں، اللہ ہمارا محسن بھی ہے اور تمہارا محسن بھی ہے۔

﴿لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا﴾ میں یہ دوسرا پیغام بھی ہے کہ جس کی خاطر ہم نے کیا تھا اس کا تمہیں احسان پہنچ رہا ہے، ہمارا تو نہیں پہنچ رہا۔ ان کا تعلق خدا سے قائم کروانے کے لئے ایک بہت ہی عظیم مضمون ہے۔ جس کو یہ سمجھ آجائے کہ یہ احسان کرنے والا خود کر ہی نہیں رہا یہ تو اس کی خاطر کر رہا ہے جس نے اس کو کہا ہے، اس کی توجہ اس طرف پھر جائے گی۔ یہ ویسی ہی بات ہے جیسے کوئی نوکر فقیر کی جھولی میں کچھ ڈال دے اور وہ اس کی بلائیں لے، اس کو دعائیں دے اور وہ کہے کہ نہ نہ ایسا نہ کرو، گھر کی بی بی نے مجھے کہا تھا۔ مَیں اپنی طرف سے تو نہیں کر رہا میرے مالک نے مجھے یہ تعلیم دی ہے اور حکم دیا ہے کہ جب کوئی غریب آیا کرے اس کو یہ سب کچھ دیا کرو تو اچانک اس کے تعلق کا رخ اس نوکر سے مالک کی طرف پھر جائے گا اور یہی وہ مضمون ہے جو قرآن کریم کی آیت ہمیں سکھلا رہی ہے اس سے عالمگیر بت جو ہے اس کا تعلق خدا تعالیٰ کے رب العالمین سے بندھ جاتا ہے اور تربیت کے بہت ہی لطیف مضامین ہمارے ہاتھ آتے ہیں۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بھی ایسی ہی تعلیم دی اور یہ جو کچھ ہوا ہے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے عرفان قرآن کے نتیجے میں جو پاکیزہ بہت ہی پیاری نصیحتوں کے طور پر ہمیں حدیثیں عطا ہوئی ہیں ان کے ذریعہ یہ انقلاب برپا ہوتا ہے۔ محض قرآن کریم کا مطالعہ ایک انسان کے لئے کافی نہیں جب تک ایک عارف باللہ کی نظر سے قرآن کا مطالعہ نہ کرے اور قرآن کا عرفان سب سے بڑھ کر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو تھا۔ اس لئے حدیثوں سے بھی سچا فیض ہم تبھی پا سکتے ہیں اگر قرآن کے مضامین سے ان حدیثوں کو جوڑ کر دیکھیں پھر ایک نیا مضمون ابھر آئے گا۔ ایک نیا معانی کا جہان آپ کو دکھائی دینے لگے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک بکرے کے پائے کے ذریعہ ہی سہی۔ اسے حقیر نہ سمجھے اور بکری کا پایہ ایک حقیر سی چیز ہے۔ پاؤں جو زمین پر لگتے ہیں، گند میں ملوث رہتے ہیں، وہ انسانی جسم کا بظاہر سب سے حقیر حصہ ہیں۔ تو فرمایا بکری کے پائے سے نیچے اور کیا چیز ہوگی جو تم کھا سکتے ہو اور جو کچھ بھی بکری میں سے تم کھاتے ہو وہ پاؤں سے برتر ہے اوپر کی چیزیں ہیں۔ تو پایہ ہی سہی، ایک پایہ ہی بھیج دو۔ پائے سے ذلیل تر تو نہ سمجھو۔ یعنی دوسرے لفظوں میں یہ نصیحت فرما دی، ایک قسم کا انگیخت کیا ہے اس کی غیرت کو، اس خدمت کے جذبے کو کہ اپنی پڑوسن کو ایک پایہ بھی تم نہیں دے سکتیں۔ مراد یہ نہیں کہ پائے پر ہی اکتفا کرو۔ "وَلَوْ" کا مضمون بتا رہا ہے کہ چلو اور کچھ نہ سہی اتنا تو کرو اگر یہ بھی نہیں کرو گے تو پھر تمہارے اندر کوئی انسانیت باقی نہیں رہے گی۔ پس یہ وہ تعلیم ہے جسے ہمیں عام کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اسوہ کے نتیجہ میں وہ تعلقات جو گھروں میں درست ہوں گے۔ باپ بیٹی کے، ماں بیٹے کے، خاوند کے اپنی بیوی سے، بیوی کے خاوند سے، سارے گھر کے رشتہ داروں کے، وہ فیض جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کا گھروں کو پہنچتا ہے وہ وہاں محدود نہیں رہ سکتا۔ رَحْمَةٌ لِلْعَالَمِيْن ہیں۔ یہ فیض پھر ان گھروں کی چار دیواریوں سے نکل کر اور اچھل کر ساتھ کے گھروں میں داخل ہونا چاہئے۔

اور ہمسائیگی کے حقوق کا مضمون بہت ہی اہم ہے۔ مَیں نے پچھلی دفعہ بھی نصیحت کی تھی کہ یورپ میں بھی اگر آپ نے تبلیغ کرنی ہے تو ہمسائیگی کے حقوق کے ذریعہ یہ سفر شروع کریں اور وہ مضمون یاد رکھیں کہ محض ہمسایوں کو بار بار سلام کرنا اور باتیں کرنے کے لئے ٹھہر الینا یہ فائدہ نہیں دے گا بلکہ الٹا نقصان پہنچائے گا۔ یہی نصیحت ہے جو کام آ سکتی ہے۔ کئی دفعہ انسان سامنے نہ آئے تو زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ ایک تحفہ بھیج دے اور پھر تحفہ بھیج دے یہاں تک

یورپ میں بھی اگر آپ نے تبلیغ کرنی ہے تو ہمسائیگی کے حقوق کے ذریعہ یہ سفر شروع کریں۔

کہ لینے والے کے دل میں کرید ہو کہ یہ ہے کون جو مجھ سے بار بار اس طرح کا احسان کا سلوک کر رہا ہے۔ آپ اس کی تلاش کو نہیں نکلیں گے وہ آپ کی تلاش میں نکلے گا۔ اور اس طرح یہ جو ظاہری نعمت ہے یہ ایک باطنی نعمت میں تبدیل ہونے لگ جائے گی۔ آپ محض ظاہری تحائف ہی نہیں دیں گے بلکہ روحانی تحائف کے لئے اس کے دل کو قبولیت کے لئے آمادہ کر دیں گے۔ پس نیک ہمسائیگی ایک بہت ہی بڑا خلق ہے اور اس کو اختیار کرنے سے انسان کئی قسم کی بدیوں سے بچ سکتا ہے اور کئی قسم کی نعمتوں کو پالیتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (یہ بھی بخاری شریف سے حدیث لی گئی ہے) کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے یعنی سچا مومن ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اپنے مہمان کا احترام کرے۔ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلائی اور نیکی کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔

یہ تینوں نصیحتیں آپؐ نے اللہ اور آخرت کے حوالے سے کی ہیں۔ بیچ کی باتیں بیان نہیں فرمائیں۔ جو ارکان اسلام پر ایمان رکھتا ہے، جو رسولوں پر ایمان رکھتا ہے، جو کتابوں پر ایمان رکھتا ہے، یہ ساری باتیں چھوڑ دی ہیں۔ آغاز بیان فرمایا ہے اور انجام بیان فرمایا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ سے آغاز کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ ہی سب نعمتوں کا دینے والا ہے اور اللہ ہی سے انسان کو ہر

تبلیغ دین ونشر ہدایت کے کام پر ☆ مائل رہے تمہاری طبیعت خدا کرے

JANIC EXIMP

Manufacturers & Exporters of all kinds of Fashion
Leather Products & General order Suppliers & Importers

Off : 16D, Topsia 2nd Lane
Mullapara, Near Star Club
Calcutta-700039

Ph. 3440150
Tle. Fax : 3440150
Pager No. : 9610-606266

عطا نصیب ہوتی ہے۔ خواہ اس کی آنکھیں ہوں، ناک، کان ہوں، صحت ہو، جو کچھ بھی اس کو میسر ہے یا اس کا رزق ہو یا اور کئی قسم کی نعمتیں جو اسے آئے دن خدا کی طرف سے میسر ہوتی ہیں اور وہ ان کو دیکھتا بھی نہیں اور سوچتا بھی نہیں، اس کو پتہ بھی نہیں کہ وہ بعض نعمتوں سے فائدہ اٹھا رہا ہے۔ تو فرمایا جو اللہ پر یقین رکھتا ہے یعنی اللہ کے ابتدائے آفرینش سے انسان کی خاطر جو احسانات شروع ہوتے ہیں ان پر نگاہ رکھتا ہے اور پھر یوم آخرت پر جو انجام ہے اور ان دونوں کے

> **آپ کا حسن خلق کا سفر حسن عمل سے شروع ہوگا،**
> **محض زبان کی نصیحت سے نہیں۔**

درمیان ایک رشتہ ہے جس کی طرف بطور تنبیہ اشارہ فرمادیا گیا ہے اللہ نے جو کچھ عطا کیا اگر اس کے بعد انسان مرکھپ کر مٹی ہو جائے تو بے شک اس سے بے پروائی کرتا پھرے اس کو کوئی بھی فکر نہیں ہو سکتی۔ ایک انسان پر آپ جتنا بھی احسان کرلیں اگر بالآخر اس نے آپ کے سامنے پیش نہیں ہونا تو وہ بے شک احسان فراموشیاں کرے اس کو کیا فرق پڑتا ہے۔ تو یہ وجہ ہے کہ آخرت کا مضمون ساتھ ساتھ بیان فرمایا ہے۔ یہ تو ٹھیک ہے نعمتوں سے تم غافل ہو جاؤ گے اور شاید سمجھو کہ کیا فرق پڑتا ہے لیکن اگر کوئی شخص خدا کی نعمتوں پر بھی نظر رکھتا ہو اور آخرت کے دن پر بھی نظر رکھتا ہو یا یوں کہہ دیں کہ اللہ پر ایمان رکھتا ہو اور آخرت کے دن پر نظر رکھتا ہو تو اللہ کی نعمتوں سے غافل ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس کو یہ پتہ ہے کہ یہ دینے والا، حساب لینے والا بھی ہے۔ جو کچھ اس نے عطا کیا ہے ایک ایک چیز کا حساب لے گا۔ جیسا کہ غالب نے کہا ہے ؎

ایک ایک قطرے کا مجھے دینا پڑا حساب   خون جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا

کہ میرے دل کا جو خون ہے جگر کا جو خون ہوا ہے، میرے محبوب کی پلکوں کی چبھن سے ایک ایک قطرہ کر کے رسا ہے اس میں سے اور چونکہ میرے محبوب کی ودیعت ہے اس لئے ایک ایک قطرے کا حساب دینا پڑا۔

یہ تو محض شاعری ہے مگر اگر حقیقت ہے تو وہ حقیقت ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ بیان فرما رہے ہیں۔ خدا کی نعمتوں کے ایک ایک قطرے کا حساب دینا ہوگا اور وہ حساب اس رنگ میں ہوگا کہ تم نے مجھے کیا دیا۔ اس رنگ میں ہوگا کہ میرے بندوں کو تم نے کیا دیا۔ جو کچھ حاصل کیا اس سے غیروں کو کیا فیض پہنچایا۔ پس اس لئے آنحضرت ﷺ بار بار یہ فرمارہے ہیں کہ جو کوئی اللہ پر ایمان رکھتا ہے وہ یعنی وہ سچا مومن اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ یعنی پڑوسی کی تکلیف کے معاملے میں بھی تمہارا مواخذہ ہوگا۔ اور کئی شکایتیں ملتی ہیں، مَیں حیران رہ جاتا ہوں۔ ایک شخص نے مجھے دعا کے لئے لکھا کہ بڑا سخت پریشان ہوں پڑوسی سے متعلق۔ تو مَیں ڈر گیا، مَیں نے کہا پتہ نہیں کون سی آفت آئی ہے۔ مَیں نے وہاں لکھا نظارتوں کو کہ فوری طور پر تحقیق کریں کہ کیا شر ہے جو اس کو پہنچ رہا ہے، اتنا بڑا فساد کیوں برپا ہو گیا۔ تو پتہ لگا کہ پڑوسی کے درخت کی کچھ شاخیں اس کے گھر میں آرہی ہیں اور وہاں ان کے پت جھڑ سے گند پڑتا ہے یا اس کی وجہ سے اور کچھ ان کے گھر کو شاید دھوپ میں کمی آجاتی ہے اور پڑوسی کہتا ہے کہ خبردار ان کو ہاتھ لگایا۔ اب یہ کوئی انسانیت ہے۔ مَیں اتنا شرمندہ ہوا پڑھ کے، مَیں نے خواہ مخواہ امور عامہ اور نظارت اصلاح وارشاد کو ہلا کے رکھ دیا کہ آپ کو پتہ ہی نہیں ربوہ میں کیا ہو رہا ہے۔ جا کے دیکھیں تو سہی کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں۔ جواب آیا تو یہ آیا۔ اول تو اس کو اتنی تکلیف کیوں ہے؟ اگر وہ شاخیں پڑتی ہیں تو صفائی کر لیا کرے۔ اگر وہ بداخلاق پڑوسی ہے تو اپنے اخلاق سے اس کا دل جیت لے لیکن اگر یہ نہیں تو پڑوسی کو بھی سوچنا چاہئے۔ وہ درخت تو فیض ہے۔ اللہ کا فیض ہے اس کی شاخوں سے اس کو چھاؤں ملتی ہے۔ اس کے گھر کو ایک نعمت میسر ہے۔ اگر یہ ہمسائے کے لئے وہ نعمت نہیں بنتی اور ہمسائے کو چڑانے کا موجب ہے تو کاٹ دیں ان شاخوں کو۔ آپ دنیا کے معمولی آرام یا دنیا کی رعونت کی خاطر کہ مَیں اونچا نکلا ہوں مَیں نے ہمسائے کو نیچا کر دکھایا، خدا کو ناراض کر رہے ہیں اور آخرت کو بھول رہے ہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے تعلقات جو تلخیوں میں بدلتے ہیں بعض دفعہ ان کے نتیجے میں بڑے بھیانک نتیجے نکلتے ہیں۔ بعض بچے ہیں جو اپنے ماں باپ کو ہمسائے کے مقابلہ پر کمزور دیکھ کر بڑے سخت بدارادے دلوں میں باندھتے ہیں۔ ان کی نیتیں غالب ہو جاتی ہیں۔ وہ بدخلق بن کر اٹھتے ہیں اور پھر اور کہتے ہیں کہ جب ہم بڑے ہوں گے تو ہم اس طرح ان سے بدلے لیں گے۔ تو ان باتوں کو چھوٹا نہ سمجھیں۔ یہ ہمسائیگی کی بداخلاقیاں آپ کی نسلوں کو تباہ کرتی ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جو فرماتے ہیں کہ دیکھو ہمسائے کو تکلیف نہ دینا تم پوچھے جاؤ گے۔ قیامت کے دن یہ باتیں بھلائی نہیں جائیں گی بلکہ تمہارے حساب، تمہارے کھاتوں میں لکھی ہوئی دکھائی دیں گی۔

پھر فرماتے ہیں کہ جو کوئی بھی اللہ اور آخرت پر ایمان لاتا ہے، اپنے مہمان کا احترام کرے۔ یہ بھی ایک عجیب بات ہے۔ مہمان کا احترام آپ سمجھتے ہیں کہ خود بخود ظاہر ہونے والا خُلق ہے۔ اس میں نصیحت کی کیا ضرورت تھی۔ جو مہمان نواز ہیں وہ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ جو مہمان نواز نہیں وہ نہیں کرتے۔ لیکن اکثر انسانوں میں مہمان نوازی پائی جاتی ہے۔ جس مہمان نوازی کی محمد رسول اللہ ﷺ بات فرمارہے ہیں وہ یہ عام مہمان نوازی نہیں اس کا بھی تعلق اسی آیت سے ہے۔ ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ وہ اللہ کی محبت کی خاطر، گھروں میں تنگی ہونے کے باوجود، اپنے مہمان نوازوں سے عزت افزائی سے پیش آتے ہیں اور مسکینوں سے بھی اور یتیموں سے بھی اور اسیروں سے بھی۔ تو قرآن کریم نے یہ تمام مضامین کھول دئے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک معزز مہمان آپ کے پاس آیا ہے اور آپ مہمان نوازی کر رہے ہیں۔ اگر ایک برابر کا مہمان آیا ہے اور آپ اس کی مہمان نوازی کر رہے ہیں تو اس آیت کے اثر سے وہ باہر ہے۔ ان کا اس آیت میں کوئی ذکر نہیں کیونکہ یہ شروع ہوتی ہے مسکین کے ذکر سے، یتیم کے ذکر سے اور قیدی تو آپ کے پاس نہیں آسکتا مگر آپ قیدی کے پاس پہنچ سکتے ہیں۔ اگر قیدی کے پاس کچھ کھانا لے کر جاتے ہیں، کچھ نعمت لے کر اس کے پاس پہنچتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ یہاں کی گندی خوراک کھا کھا کر تم تنگ آگئے ہو گے تو کچھ اس میں سے بھی چکھو اور خدا کی خاطر ایسا کر رہے ہیں ورنہ ہم تو تمہیں جانتے بھی نہیں، شکریہ بھی ادا نہ کرنے دیں اس کو۔ تو یہ وہ مہمان نوازی ہے جو اس آیت کے تابع ہوگی۔ پھر آپ ایک یتیم کی پرورش کرتے ہیں، اس پر نظر ڈالتے ہیں، باپ کے پیار سے جو محروم ہے اس کو کئی قسم کے دکھ ہوتے ہیں جو جب تک آپ توجہ سے نہیں دیکھیں گے آپ کو دکھائی نہیں دے سکتے۔ یہ آپ کے سامنے پیش ہی نہیں ہوں گے۔ تو یتیموں کی پرورش کرنا، ان کی خاطر کرنا، یہ بھی بہت بڑا خُلق ہے اور پھر وہ مہمان جو عام سادہ غریب سا مہمان ہے آپ کے گھر چلا آیا ہے۔ وہاں آپ کے خُلق کا امتحان ہوتا ہے اگر اسے آپ نیچے کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں لو جی فلاں صاحب آگئے ہیں اس کو روٹی ڈالو اس قصے کو ختم کرو تو یہ بدخلقی گناہ بن جائے گی۔ ظاہری طور پر جو مہمان نوازی ہے یہ مہمان نوازی نہیں ہوگی بلکہ آپ کے گناہوں کے کھاتے میں یہ عمل لکھا جائے گا۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس مہمان نوازی کی بات فرمارہے ہیں وہ ایسا خُلق عظیم ہے جس کا انسان کے تعلقات کے دائرے سے تعلق نہیں۔ اس کا خدا کے بندوں کے تعلقات کے دائرے سے تعلق ہے۔ اللہ کے تعلقات عالم پر جہاں محیط ہیں وہاں آپ کے تعلقات بھی محیط ہونے لگتے ہیں، وہاں تک پھیلتے ہیں، وہاں تک ان تعلقات کی رسائی ہوتی ہے، وہ رنگ اختیار کر جاتے ہیں تو پھر یہ مضمون جو اس آیت میں بیان فرمایا ہے وہ آپ کی ذات پر اطلاق پانے لگتا ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مضمون کو ایک بہت ہی پیاری روایت کے طور پر بیان فرمایا۔ ایک موقعہ پر ایک صحابی صبح آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ تم نے رات کیا حرکت کی تھی۔ کیا بات تھی کہ اللہ تعالیٰ کو وہ بات آسمان پر بہت ہی پسند آئی اور خدا تعالیٰ نے اس کے نتیجہ میں مجھ پر ایک آیت نازل فرمائی اور وہ آیت یہ تھی ﴿وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُ الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (الحشر: ۱۰)۔ وہ اپنے نفسوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں خواہ خود غربت کا شکار ہوں اور خواہ تنگی میں مبتلا ہوں۔ یہ وہی مضمون ہے ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾۔

دوسرے رنگ میں یوں فرمایا کہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ جو خود تنگی میں مبتلا ہونے کے باوجود دوسروں کو اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ وہ صحابی یہ بات سن کر حیران رہ گئے کیونکہ ان کے گھر واقعۃً رات کو ایسا ہی واقعہ ہوا تھا۔ اس سے پہلی رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خدمت میں کوئی مہمان آئے اور اس زمانہ میں غربت کا دور تھا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بعض دفعہ اپنے گھر میں کچھ بھی نہ پاتے جس سے خدمت کر سکیں تو تقسیم کر دیا کرتے تھے مہمانوں کو اور مسجد میں اعلان فرمادیا کرتے تھے کہ یہ مہمان آیا ہے کون ہے جو اسے اپنے گھر لے جائے۔ وہ معلوم ہوتا ہے کوئی خاص تنگی کے دن ہوں گے اور آواز کوئی نہ آئی۔ ایک صحابی اٹھے اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے دے دیں۔ اس مہمان کو لے کر گھر چلے گئے اور جانتے تھے کہ

گھر میں اتنا سا کھانا ہے کہ میاں بیوی کو بھی پورا نہیں آسکتا، بمشکل بچوں کو دے کر ان کو سلایا جا سکتا ہے۔ یہ تردّد اوروں کے دلوں میں بھی ہوگا لیکن اللہ نے ان کو ایک ترکیب سکھا دی اور وہ ترکیب یہ تھی کہ جا کے بیوی کو کہا کہ مہمان آیا ہے، اللہ کا مہمان ہے، محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ نعمت ہمیں عطا کی ہے اس کا خیال رکھنا مگر کھانا بہت تھوڑا ہے۔ اس لئے مجھے یہ ترکیب آئی ہے کہ تم بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔ جب بچے سو جائیں تو پھر تم مجھے آواز دینا کہ کھانا لگ گیا ہے۔ جب مَیں مہمان کو لے کے آؤں گا تو غلطی سے جیسے پلّو لگ جائے دِیے کی لو کو، اس طرح دِیے کو بجھا دینا۔ یعنی پلّو مار کر دیا بجھا دیں گے تا کہ مہمان کو پتہ نہ لگے کہ کتنا کھانا ہے اور کیا ہو رہا ہے۔ پھر مہمان کھائے گا اور مَیں اور تم خالی مچا کے لیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا مہمان کھانا کھاتا رہا اور یہ خالی منہ سے آوازیں نکالتے رہے کہ بڑا ہی مزہ آرہا ہے۔

ایک روایت میں ہے، حضرت مصلح موعودؓ نے ایک دفعہ بیان فرمایا تھا اس کے الفاظ یاد نہیں لیکن مضمون یہ تھا کہ رسول اللہ نے فرمایا وہ کیا بات تھی کہ تم زمین پر مچا کے لے رہے تھے اور آسمان پر خدا مچا کے لے رہا تھا، خدا اس کا لطف اٹھا رہا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مہمان کو پتہ ہی نہیں تھا۔ کسی نے محمدؐ رسول اللہ کو خبر نہیں دی تھی لیکن صبح جب نماز پہ نمازی حاضر ہوئے تو خدا نے الہاماً آپ کو بتا دیا تھا اور وہ آیت ہمیشہ کے لئے اس زندہ و پائندہ واقعہ کی حفاظت کے لئے قرآن میں محفوظ فرما دی گئی۔ یہ ہے مہمان نوازی ﴿وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾۔ ان کو اپنے مہمانوں سے ذاتی تعلقات ان کی مہمان نوازی پر آمادہ نہیں کرتے۔ اللہ کی محبت ہے اور وہ یہ دیکھتے نہیں کہ یہ دنیا میں معزز ہے یا غیر معزز ہے۔ وہ مہمان ہے اور اللہ کا مہمان ہے۔ مہمان ہے اور محمد رسول اللہؐ کا مہمان ہے۔ وہ اسلام کا مہمان ہے، اور اس کی مہمان نوازی میں اگر اس روح سے آپ خدمت کرتے ہیں تو یہ وہ روح ہے جو اس واقعہ کے ساتھ آپ کو بھی وابستہ کرتی چلی جائے گی۔ اس واقعہ میں جس صحابی کے خُلق کی بات ہو رہی ہے اس کا نام نہیں آیا۔ پس یہ بے نام کہانی سلسلہ در سلسلہ آگے بڑھتی چلی جائے گی، اس میں بہت سے اور بھی شامل ہوتے جائیں گے جو اس قسم کے اخلاق کا نمونہ دکھائیں گے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصائح پر غور کریں اور فکر کریں اور جس پیار اور گہرے درد اور جذبے کے ساتھ آپ نے اخلاق کو استوار فرمایا ہے، اخلاق کی اصلاح فرمائی ہے اور اخلاق کا مضمون انسان کو سمجھایا ہے اس پر غور کریں۔

جب سے دنیا بنی ہے اور مَیں پھر کہتا ہوں کہ جب سے دنیا بنی ہے ساری کائنات میں جتنے انبیاء یہاں آئے ہیں سب کے حالات پر غور کر لیں، سب نبیوں نے مل کر بھی اپنی امت کے اخلاق کی ایسی اصلاح نہیں کی ہوگی جیسے محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی۔ ان کی نصیحتیں اکٹھی کر کے دیکھ لیں وہ ساری ایک جھولی میں آجائیں گی اور دوسری جھولی بھر جائے گی پھر اور جھولیاں چاہئیں ہوں گی۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نصیحتیں ختم نہیں ہوں گی۔ اتنی پاکیزہ اصلاح فرمائی ہے اپنی امت کے اخلاق کی کہ اس محنت کو رائیگاں جانے دینا بہت بڑا جرم ہے۔ یہ اس وقت کے لوگوں کے آداب کی اصلاح نہیں ہو رہی تھی، یہ تہذیب اخلاق آئندہ زمانے کے انسانوں سے بھی تعلق رکھتی ہے، آج سے بھی تعلق رکھتی ہے، کل سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ تو خوش نصیب ہے وہ جماعت جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ دوبارہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فیض پہنچنے کے ایسے دائمی سامان ہو گئے کہ جیسے ایک اعلیٰ درجہ کا باغ ہو، اس میں نہریں بہتی ہوں، اس میں زمین کے چپہ چپہ تک زندگی بخش پانی پہنچانے کا انتظام ہو۔ اس طرح جماعت کا نظام آپ کو عطا ہو گیا ہے جو دنیا میں اور کسی کو میسر نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ خلافت عطا ہوئی ہے اور خلافت کے ساتھ یہ نظام جماعت عطا ہوا۔ اسی طرح آپ کو گھر گھر، ایک ایک کھیت کے ایک ایک چپہ تک اس حسن و زندگی کے پانی کے پہنچانے کی سہولت میسر آگئی ہے۔ پس تمام جماعت کی تربیت میں نظام جماعت مستعد ہو جائے اور وہ لوگ جن تک یہ باتیں پہنچتی ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت کے نتیجے میں اپنے اخلاق کو سنواریں، اپنی بیویوں کے اخلاق کو سنواریں، اپنی بہنوں کے اخلاق کو سنواریں، اپنے بچوں اور اپنی بچیوں کے اخلاق کو سنواریں۔ پھر ہمسائے کی طرف توجہ کریں لیکن حسن خلق کے ذریعے، محض نصیحتوں کے ذریعہ نہیں۔ اخلاق سنوارنے کے دو ہی طریق ہیں ایک نصیحت کے ذریعہ اور ایک عمل کے ذریعہ۔ آنحضرت ﷺ کا سب سے بڑا ہتھیار حسن عمل تھا۔ حسن عمل کے ذریعہ آپ دلوں کو فریفتہ کر لیتے، پھر وہ نصیحتیں ان دلوں پر اس طرح پڑتی تھیں جیسے ایک پیاسی زمین پانی کو قبول کرتی ہے۔ جیسے ذہر کی جنگ سالی کے بعد خدا کی رحمت کا پہلا قطرہ پڑے۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے اگر کسی سے پیار اور محبت ہو۔

پس آپ کا حُسنِ خُلق کا سفر حُسنِ عمل سے شروع ہوگا، محض زبان کی نصیحت سے نہیں۔ اپنے حسن عمل کو اس بلند مرتبے تک پہنچا دیں کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرا قدم اخلاق کی بلند ترین چوٹیوں پر ہے کیونکہ خدا نے میری بعثت ہی ایسی جگہ فرمائی ہے جہاں اخلاق ختم ہوتے ہیں اور ان پر میرا قدم ہے۔ پس آپ نے بھی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی پیروی میں اپنے اخلاق کو سجانا اور درست کرنا ہے۔ اب جس کے اخلاق یہ رنگ پکڑ جائیں وہ کیا بنی نوع انسان کا

> **جو نعمتیں ظلم کے نتیجہ میں حاصل ہوں وہ لعنتی نعمتیں ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں، کوئی حقیقت نہیں۔**

حق مارنے کا تصور بھی کر سکتا ہے۔ یہ بد خیال اس کے ذہن میں آہی نہیں سکتا۔ اگر یہ بد معاملگیاں جماعت میں موجود ہیں، اگر گھروں کے آپس کے تعلقات بگڑے ہوئے ہیں، لین دین میں لوگ ایک دوسرے کو دھوکہ دیتے ہیں، سبز باغ دکھا کر پیسے وصول کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر کہ ہم تمہیں کینیڈا لے کر جائیں گے، لندن چھوڑ جاتے ہیں اور پیسے لے کر بھاگ جاتے ہیں۔ یہ بد معاملگیاں محمد رسول اللہؐ کی طرف منسوب ہونے والے میں تو پانے کا کوئی تصور ہی نہیں ہے۔ وہ تو بالکل برعکس تصور ہے، اس کا کوئی دور کا بھی رشتہ نہیں۔ اسی لئے مَیں نے جماعت کو نصیحت کی ہے کہ جب یہ واقعات میرے تک پہنچتے ہیں تو میرا دل کھولنے لگتا ہے۔ غصہ سے نہیں، بے اختیاری اور غم کی کیفیت میں کہ کیا کروں، کس طرح ان کو سمجھاؤں۔ ایسے ایسے لوگ ہیں جو میرے پاس آتے ہیں۔ السلام علیکم ہم فلاں جگہ سے آئے ہیں، یہ تحفہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔ اور مجھے پتہ ہوتا ہے کہ فلاں کے پیسے کھا گئے ہیں، فلاں کے ساتھ ظلم کر بیٹھے ہیں۔ جب مَیں ان سے کہتا ہوں کہ مَیں مجبور ہوں، مَیں آپ کا تحفہ قبول نہیں کر سکتا، اپنے مظلوم بھائی کا حق تو پہلے اس کو دے دیں۔ عدل پر احسان کی بنیاد ہوا کرتی ہے۔ اگر عدل پر ہی آپ کا قدم نہیں ہے تو آپ احسان کرنے کے مجاز کیسے ہو گئے۔ اس لئے اپنے جرم میں، اپنی ناانصافیوں میں مجھے تو شامل نہ کریں۔ تو پھر وہ قسمیں کھاتے ہیں، کہتے ہیں اوہو ہو یہ تو بالکل جھوٹی رپورٹیں آپ تک پہنچی ہیں۔ ہم تو ایسے نہیں اور بعض دفعہ پھر اللہ تعالیٰ اس طرح ان کے ظلم سے پردہ اٹھا دیتا ہے کہ بعض ان کے قریبی رشتہ دار، ان کی بیویاں، بعض دفعہ آکے رو پڑتی ہیں کہ ہمارے خاوند میں یہ بات پائی جاتی ہے، خدا کے لئے اس کی اصلاح کریں۔ جو میرے سامنے قسمیں کھا کر جاتا ہے کہ ہرگز مَیں سوچ بھی نہیں سکتا کہ کسی کو لالچ دے کر لندن لانے کی، یا ہمبرگ لانے کی لالچ دے کر اس سے پیسے لے کر بھاگ جاؤں یا امریکہ پہنچانے کا وعدہ کروں اور رستے میں آدھے سفر میں چھوڑ کر لاپتہ ہو جاؤں۔ اس کے بعد ان کے رشتہ دار آجاتے ہیں، ان کی بعض دفعہ بیویاں واقعۃً پہنچتی ہیں اور رو پڑتی ہیں کہ ہمارے خاوند کے لئے دعا کریں اس میں یہ بد تمیزی یا بد خلقی پائی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ حقیقت حال سے پردے اٹھانے لگتا ہے اور یہ ایک بہت ہی خطرناک پیغام ہے۔ جب خدا یہاں سے پردے اٹھانے شروع کر دے تو مرنے کے بعد کے سارے پردے پھر چاک ہو جاتے ہیں۔ وہ پردے ایسے اٹھتے ہیں کہ قیامت کے دن بھی پھر یہ گریں گے نہیں بلکہ ساری بنی نوع انسان میں آپ کی رسوائی کا سامان بنیں گے۔ تو حسن خُلق سیکھیں بجائے اس کے کہ لوگوں کے پیسے کھانے کے لئے چالیں چلیں اور غریبوں کو جو بعض دفعہ اپنی ساری جائیدادیں بیچ ڈالتے ہیں ان میں سے کسی کو آسٹریا میں چھوڑ کر برباد کیا ہوا ہے، کسی کو بلغاریہ چھوڑ دیا اور اپنی چاندی کھری کی اور بھاگ گئے۔ کوئی ماسکو سے خط آرہا ہے، کوئی یہاں پہنچا ہوا ہے۔ یہاں کی حکومت اس کے پیچھے پڑی ہے کہ تم پاسپورٹ تو دکھاؤ تم آئے کس طرح ہو۔ وہ غریب کہتا ہے کہ میرا پاسپورٹ تو ایجنٹ لے کر چلا گیا تھا کہ ذرا مجھے دینا مَیں اس پہ تمہارا ویزا لگوا دوں گا۔ اور وہ کینیڈا کا ویزا وہ دن اور آج کا دن مَیں دھکے کھاتا پھرتا ہوں، نہ مجھے ٹھہرنے کی جگہ، نہ مَیں یہاں کے سوشل پروگرام سے فائدہ اٹھا سکتا ہوں۔ چوروں کی طرح یہاں زندگی بسر کر رہا ہوں۔ وہ کہتے ہیں اس کو دو کھاؤ، اس کا نام بتاؤ، اور یہ بیچارہ کہتا ہے کہ آخر احمدی ہے کہیں پھنس نہ جائے۔ مَیں نے اس کو کہا تم بڑے عجیب انسان ہو گنہگار کی ایسی پردہ پوشی کرنا جو دوسروں کے لئے بھی تکلیف کا موجب ہو اس کا انسان کو حق نہیں ہے، اس کی اجازت نہیں ہے۔ تمہاری ہمدردی اپنی جگہ خدا تمہیں اس کی جزا دے، اتنا کچھ تم سے ہو گیا اور زندگی

تک تمہارے دل میں یہ بات مانع ہے کہ کہیں اس کو تکلیف نہ پہنچ جائے۔ تو تم تو سچے ہو اور مومن ہو اور خدا کی رحمتیں تم پر ہوں مگر تمہیں یہ حق نہیں کہ کیونکہ ایسا شخص اگر آزاد چھوڑا جائے گا تو دوسروں کو بھی نقصان پہنچائے گا۔ ایک راہزن پر رحم کرنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ پس اس کے متعلق بتاؤ، کھل کر بتاؤ، اس کا حوالہ پیش کرو۔ یہ تو اتفاقی واقعہ ہے مگر میں یہ بتا رہا ہوں کہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔ گھروں میں بد خلقی کی اطلاع، ہمسایوں سے بھی بد خُلقی کی اطلاع، دنیا کی حرص میں لوگوں کے پیسے لوٹنا اور بڑے بڑے ان پر ظلم کرنا، یہ نہ جاننا کہ پیچھے ان کی ماؤں بہنوں کا کیا حال ہے۔ آج ہی ایک ماں کا خط ملا۔ اس قدر دردناک کہ اپنے بچے کی صورت کو ترس گئی ہے۔ وہ فلاں ملک میں اٹکا پڑا ہے۔ کیونکہ ایک شخص اس کو فلاں جگہ پہنچانے کے لالچ میں کئی لاکھ روپے بھی کھا گیا ہے اور اس کو وہاں چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ کچھ پتہ نہیں اس کا کیا حال ہے۔ تو سوائے اس کے کہ آپ کی بدنصیبی میں ماؤں کے دل کی بددعائیں بھی پہنچ جائیں اس کے سوا اور آپ کیا کما رہے ہیں۔ یہ لعنتیں ہیں دنیا کی اس کے سوا ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اگر آپ میں حیا ہے اور آپ کو خدا کا خوف ہے، اس اللہ پر ایمان لاتے ہیں جس کا محمدؐ رسول اللہ نے حوالہ دیا ہے، اس یوم آخرت پر ایمان لاتے ہیں جس کا محمد رسول اللہ ﷺ نے حوالہ دیا ہے تو چاہے گھر بار کی چیزیں بیچنی پڑیں، اپنی جائیدادیں بیچنی پڑیں ان لعنتی قرضوں کو اتاریں جو آپ کے کھاتے میں لعنت بن کر ہمیشہ پڑی رہیں گی اور بنی نوع انسان کو تکلیف دینے سے باز آجائیں کیونکہ یہ دنیا کی نعمتیں آئندہ کسی کام کی نہیں سوائے اس کے کہ آپ کو جہنم میں لے جائیں۔ جو نعمتیں ظلم کے نتیجہ میں حاصل ہوں وہ لعنتی نعمتیں ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں، کوئی حقیقت نہیں۔

پس اخلاق کے میدان میں ہمیں دو جگہ محاذ آرائی کرنی ہے۔ ایک اخلاق سنوارنا ہے اس طریق پر کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو اخلاق کو سمجھا، جس شان سے اور جس حسن کے ساتھ نکھار کر آپ نے اخلاق کی تعریف فرمائی اور عمل کر کے دکھایا ویسے ہی آپ بھی اس مضمون کو سمجھیں اور اعلیٰ درجے کے اخلاق کو، ان اخلاق کو اختیار کریں جن کی چوٹی پر محمد رسول اللہ ﷺ کا قدم ہے۔ اور دوسری طرف اپنے بد خُلق بھائیوں کو بچانے کی کوشش کریں، ان کو جہنم سے بچائیں۔ بد خلق گھروں کو اخلاق کی نعمت دیں۔ ان کو بتائیں کہ زندگی کا لطف اخلاق میں ہے، بد خلقی میں نہیں۔ بد خلقی ہی کا دوسرا نام جہنم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیں یہ عظیم جہاد پورا کرنے کی اور اس جہاد کے تمام تقاضے پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جید عالم محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب کا ذکر خیر

(محترم اے پی کنجاموصاحب صوبائی امیر کیرلہ)

ایک عرصہ دراز تک جماعت احمدیہ کیرلہ کی بے لوث اور مخلصانہ خدمات بجالانے کے بعد محترم مولانا ابوالوفا صاحب مورخہ 12 اکتوبر 2002ء کو اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ آپکو مغفرت اور جنت نصیب فرمائے۔ آمین۔

کیرلہ میں جماعت احمدیہ کی دوسری نسل کے آپ نمائندہ تھے۔ کیرلہ کی تاریخ احمدیت میں آپ کا نام ہمیشہ روشن رہے گا۔ اور آئندہ نسل آپکو عزت اور احترام کے ساتھ یاد کرتی رہے گی۔

اس وقت بھی جبکہ احمدیت کے ظہور پذیر ہو کر ایک سو تیرہ سال ہوئے اس کے باوجود اب بھی اسکی شدید مخالفت کی جاتی ہے۔ اس صورت میں 50 سال قبل کی مخالفت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس پر آشوب زمانہ کے خطرناک حالات میں ناداپورم نامی گاؤں میں ملاؤں کے ایک خاندان میں آپ پیدا ہوئے۔ وہاں کے عربی مدرسوں میں آپ دینی تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اور اس کے بعد سنی عالم کی حیثیت سے مدرسوں میں مدرس کے فرائض انجام دیتے رہے۔ ایسے شخص کو احمدیت قبول کرنے کی وجہ سے کن خطرناک اور آزمائش کن حالات سے دوچار ہونا پڑا ہوگا اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ مولانا صاحب کو قبول احمدیت کیوجہ سے بہت ساری آزمائشوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اپنوں اور غیروں نے آپ پر ظلم وستم ڈھانے میں کوئی قصر نہ کی۔ اس کے نتیجہ میں آپکو مختلف مقامات کے چکر کاٹنا پڑے۔

بالآخر آپ قادیان تشریف لے گئے آپکو ایک عرصہ تک قادیان میں درویشانہ زندگی بسر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی جس کی وجہ سے آپکو درویش ہونے کا مقام حاصل ہوا۔ اس کے بعد مرکز نے آپکو اس زمانہ میں کیرلہ کے مانے ہوئے جید عالم حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاضلؒ کی شاگردی میں آپکے نائب مبلغ کے طور پر مقرر فرمایا۔ اس وقت سے لے کر محترم مولانا صاحب موصوف کے سایہ کے طور پر آپکے ساتھ ساتھ رہنے کی توفیق ملی۔ کیرلہ کی اکثر جماعتوں کا قیام ان دونوں بزرگوں کی مشترکہ کوششوں کا نتیجہ تھا۔ اس زمانہ میں جبکہ جماعتوں کی سہولتیں بہت محدود تھیں کئی دفع دونوں کو کئی کئی میل پیدل سفر کرنے کی صعوبت برداشت کرنی پڑی تھی۔ جب 1988ء میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے مخالفوں کو مباہلہ کی دعوت دی تو اس وقت کیرلہ میں جبکہ انجمن اشاعت اسلام نامی ایک معاند گروہ جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ، افتراء، دغابازی، استہزاء وغیرہ شیطانی ہتھیاروں کے ساتھ سرگرم عمل تھا۔ اس چیلنج کو قبول کرنے کا اعلان کیا البتہ اس انجمن نے ان تمام جھوٹے الزامات وافتراء پر مباہلہ کرنے سے صریح انکار کیا جنہیں ہمارے مخالفین آئے دن جماعت کے خلاف کیا کرتے تھے۔ ایسے تمام بے بنیاد اور جھوٹے الزامات کو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مباہلہ میں شامل فرما کر لعنت اللہ کی دعا کی تھی۔ مذکورہ انجمن کے انکار نے ثابت کر دیا کہ یہ سب الزامات جھوٹے ہیں اگر ان الزامات میں انہیں ذرہ بھی یقین ہوتا تو وہ ضرور ان پر مباہلہ کرتے لیکن انہوں نے صرف اس دعا پر اکتفا کیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نہ غیر شرعی نبی تھے اور نہ امتی نبی۔ اگر ہم اس عقیدہ میں جھوٹے ہیں تو خدا کی لعنت ہم پر ہو۔ بہر حال مباہلہ ہوا اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے کیرلہ کی جماعت کی دن دوگنی رات چوگنی ترقی ہو رہی ہے۔ کئی نئی جماعتیں قائم ہوئیں دوسری طرف معلوم ہوا کہ مذکورہ انجمن کے ممبران کے درمیان جوتیوں میں دال بٹتی ہے۔ اس مباہلہ کی جماعت احمدیہ کی طرف سے قیادت کرنے والے مولانا صاحب کو خدا تعالیٰ نے طویل عمر عطا فرمائی۔ اور انہیں اپنی زندگی میں جماعت کی ترقی دیکھنا نصیب ہوا۔ آپ آخری سانس تک خدمت دین کیلئے ہمہ تن مصروف رہے۔ آپ کی وفات جماعت کیلئے بہت نقصان کا باعث ہوئی۔ جب حضور اقدس نے خاکسار کو صوبائی امیر مقرر فرمایا تو اس ناچیز کے ساتھ آپ بہت عزت واحترام کے ساتھ پیش آیا کرتے تھے۔ آپ نے نظام وصیت کے تحت اپنی آمدنی اور جائداد کا 1/9 حصہ وقف کیا تھا۔ نیز آپکی تقویٰ شعاری اور دیرینہ خدمت دین کی وجہ سے قادیان میں بہشتی مقبرہ میں تدفین ہونے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

بقیہ صفحہ :: (1)

یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ۔ یہاں شرک سے یہی مراد نہیں کہ پتھروں وغیرہ کی پرستش کی جاوے بلکہ یہ ایک شرک ہے کہ اسباب کی پرستش کی جاوے اور معبودات دنیا پر زور دیا جاوے اسی کا نام شرک ہے۔ اور معاصی کی مثال تو حقہ کی سی ہے کہ اس کے چھوڑ دینے سے کوئی دقت ومشکل کی بات نظر نہیں آتی مگر شرک کی مثال افیم کی ہے کہ وہ عادت ہو جاتی ہے جس کا چھوڑنا محال ہے۔ بعض کا یہ خیال بھی ہوگا کہ انقطاع الی اللہ کر کے تباہ ہو جاویں؟ مگر یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے اللہ کی راہ میں برباد ہونا آباد ہونا ہے۔ اس کی راہ میں مارا جانا زندہ ہونا ہے کیا دنیا میں ایسی کم مثالیں اور نظیریں ہیں کہ جو لوگ اس کی راہ میں قتل کئے گئے ہلاک کئے گئے ان کے زندہ جاوید ہونے کا ثبوت ذرہ ذرہ زمین میں ملتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کو ہی دیکھ لو کہ سب سے زیادہ اللہ کی راہ میں برباد کیا اور سب سے زیادہ دیا گیا۔ چنانچہ تاریخ اسلام میں پہلا خلیفہ حضرت ابوبکرؓ ہی ہوا۔ .... (ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۵-۱۹ مطبوعہ لندن)

37واں جلسہ سالانہ یو۔کے 25-27 جولائی 2003ء کو ہوگا

جلسہ سالانہ یو کے 2003ء کیلئے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے:

25-26-27 بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ، اتوار احباب زیادہ سے زیادہ اس جلسہ میں شریک ہونے کی کوشش کریں اور جلسہ کی کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہیں۔ .... (ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

(اعلان از قضا حیدر آباد)

مکرم گیسودراز بخت ابن محمد سلطان علی خان مرحوم ساکن ابراہیم آباد سہارنپور یوپی کو اس اعلان کے ذریعہ مطلع کیا جاتا ہے کہ آپکا ایک اہم معاملہ قضاء حیدر آباد میں زیر کاروائی ہے۔

زیر دوران کاروائی کے سلسلہ میں جواب کیلئے آپکو بار بار لکھا گیا ہے مگر آپنے نہ جواب دیا نہ قضاء حیدر آباد سے رجوع کیا ہے۔ اس اعلان کی اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر آپ قضاء حیدر آباد سے رجوع کریں ورنہ قضاء یکطرفہ فیصلہ دینے پر مجبور ہوگی۔ .... (قاضی جماعت احمدیہ حیدر آباد)

درخواست دعا

خاکسار کی والدہ اہلیہ ملک نذیر احمد پشاوری مرحوم درویش قادیان تین سال سے فالج کی مریضہ ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں مریضہ کی شفائے کاملہ عاجلہ کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (ملک منیر احمد پشاوری قادیان)

حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مکرم سید قیام الدین صاحب برق مبلغ

عظیم مفسر قرآن حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ صافات کی آیت سلامٌ علی الیاسین (آیت نمبر 131) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"بعض نے کہا کہ یہ الیاس کی قرائت ہے مگر یہ درست نہیں الیاس کی جمع الیاسین بھی ہوتی ہے۔ اور یہودی اور اسلامی لٹریچر سے معلوم ہوتا ہے کہ الیاسین تین ہیں۔ ایک الیاس جو حضرت موسیٰ سے پہلے گزرے تھے اور ایک یحییٰ جن کا نام پیشگوئی میں الیاس آیا تھا اور حضرت مسیح نے بھی ان کو الیاس قرار دیا ہے۔ اور ایک آخری زمانہ میں آنے والا الیاس جو مسیح موعود سے پہلے اسی طرح ظاہر ہونا تھا جس طرح مسیح ناصری کے لئے یحییٰ تھے۔ یہ الیاس حضرت سید احمد بریلوی تھے جن کی قبر اس وقت بالاکوٹ ضلع ہزارہ میں ہے"
(حاشیہ تفسیر صغیر صفحہ 593)

اس وقت خاکسار کے سامنے مولانا سید ابوالحسن ندوی کی معروف و مشہور تصنیف "سیرت سید احمد شہید" کے ہر دو حصے رکھے ہوئے ہیں کل صفحات 1114 (ایک ہزار ایک صد چودہ) ہیں۔ مولانا موصوف اس کتاب کے طابع و ناشر بھی ہیں۔ مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ باکس لکھنؤ ندوۃ العلماء۔ خذ ما صفا و دع ما کدر کے تحت راقم الحروف تیرھویں صدی کے مجدد حضرت سید احمد شہید بریلوی مرحوم کے پاکیزہ سیرت سے متعلق چیدہ چیدہ واقعات اور حالات کو تلخیص کی شکل میں پیش کرنے کی ایک حقیر کوشش کر رہا ہے۔ جس سے سید صاحب شہید مرحوم کی حیاۃ طیبہ پر ایک اجمالی نظر پڑ جائے اور بس۔

ولادت:: حضرت سید احمد بریلوی کی ولادت 6 صفر 1201 ھجری 29 نومبر 1786 کو رائے بریلی (یوپی) میں بمقام "تکیا" حضرت سید محمد عرفان کے گھر ہوئی۔ "مخزن احمد" اور "سوانح احمدی" کی تحقیق کے مطابق شہید مرحوم کا خاندانی شجرہ 32 واسطوں سے خلیفہ رسول سیدنا علی مرتضیٰ سے جاملتا ہے۔ مکمل نقشہ شجرہ ترتیب وار کتاب مذکور میں درج ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تیرھویں صدی میں اللہ پاک نے سید صاحب کو جب خلعتِ مجددیت سے سرفراز کیا اس وقت ہندوستان کی جو روحانی اعتبار سے حالت زار تھی اس کی تصویر کشی صاحب کتاب "سیرت سید احمد شہید" نے کچھ اس طرح سے کی ہے۔ "تیرھویں صدی میں ہندوستان میں مسلمانوں کی جو مذہبی، اخلاقی اور سیاسی حالت تھی اس کے تصور کے لئے موجودہ حالت ذہن میں لانا چاہئے۔ یہ خیال رہے کہ یہ حالت بڑی جدوجہد اور اصلاح و تجدید کا نتیجہ ہے۔ پھر بھی شاید یہ یک وقت سب گوشے نظر نہ آسکیں۔ اس لئے ہم اس کا ایک ناقص اور دھندلا سا خاکہ کھینچتے ہیں۔" آگے موصوف رقمطراز ہیں "اگر شرک جلی" دنیا میں کوئی چیز ہے اور لغت اور عرف و شرع میں اس کے کچھ معنی ہیں تو وہ صاف صاف مسلمانوں میں کثرت سے موجود تھی۔ قبروں اور مردوں کے متعلق ایک مستقل شریعت بن گئی تھی جس کے واجبات اور مستحبات میں انہیں سجدہ کرنا ان سے دعا مانگنا، بوسہ دینا نذریں اور چادریں چڑھانا، منتیں ماننا، قربانیاں کرنا، طواف کرنا، گانا بجانا، میلہ لگانا، تہوار منانا، چراغاں کرنا، عورتوں کا جمع ہونا اور مختصر اور صحیح الفاظ میں ان کو قبلہ و کعبہ اور ملجا و ماویٰ سمجھنا تھا۔ اولیاء اللہ اور بزرگان دین کے متعلق وہ سب عقائد و خیالات موجود تھے۔ جن کی وجہ سے نصرانی یہودی اور مشرکین عرب بدنام ہیں۔ ہندوؤں اور شیعوں کی بکثرت رسوم مسلمانوں کی معاشرت کا جز بن گئی تھیں اور ان سے مشکل سے کوئی گھر خالی تھا، ان کی پابندی قرآن و حدیث و اسلامی فرائض سے زیادہ کی جاتی تھی۔ شرک و بدعت اور اسراف اور جہالت ان کے اجزاء ترکیبی تھے۔ سنت و شریعت بے معنی الفاظ تھے۔ جو صرف کتابوں میں رہ گئے تھے۔ بدعت کی تعریف ہی کسی فعل پر صادق نہیں آتی تھی۔ اور ہر بدعت بدعتِ حسنہ تھی، بہت سے حرام حلال ہوگئے تھے۔ اور بہت سے حلال حرام، اسلامی شعائر اٹھ رہے تھے، اور ان کی جگہ ہندوانہ شعائر لے رہے تھے، اور لے چکے تھے، قرآن حدیث کے بہت سے احکام منسوخ ہوگئے تھے، مثلاً بیوہ کا نکاح اور تقسیم میراث شرفائے اسلام کی نئی شریعت میں مستحب و فرض سے حرام و متروک ہوگئے تھے، ہر مسلمان کو شریعت میں ترمیم اور مستقل تشریعی (قانون سازی) کا حق تھا اور جس کو عام مسلمان اچھا سمجھ لیں وہ مستند شریعت تھی۔ قرآن ایک معمہ تھا جسے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا، اور نہ اس میں غور کرنے کی ضرورت تھی، اسی لئے اس پر عمل کرنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ اور اس کا بہت سا حصہ منسوخ ہو کر بیکار ہو چکا تھا، اور وہ خود وقت ضرورت کے لئے ادب و احتیاط کے ساتھ محفوظ رہتا تھا۔ وہ مردوں کے لئے تھا، زندوں کے لئے نہیں، وہ عوام کی سمجھ سے باہر تھا۔ اور اسکو پڑھ کر ان کی گمراہی کا اندیشہ تھا، رہے علماء ان کو شرعی و ضروری علوم سے اس کی فرصت ہی نہ تھی کہ وہ قرآن پر غور و تدبر کریں۔ فرائض و عبادات سے غفلت تھی، اس لئے کہ زندگی میں مقررہ مجلسیں اور بزرگوں کے کھانے، مرنے کے بعد قرآن خوانی، فاتحہ، قل، سوم، تیجا، چالیسواں، اور سب سے بڑھ کر پیر کا وسیلہ نجات کے لئے کافی تھا، پھر اس کے علاوہ مشقت حماقت تھی، شعائر و آداب اسلام کے زوال و انحطاط کا حال اس سے معلوم ہوگا کہ معتبر لوگوں کی شہادت ہے کہ سلام مسنون کی رسم اٹھ گئی تھی۔"
(کتاب مذکور صفحہ 49 تا 70 جلد اول)

ایسے وقت میں خدا کی رحمت جوش میں آتی ہے۔ اور باری تعالیٰ نحیف خلقت پر ترس کھاتے ہوئے حضرت سید صاحب کو اس خوفناک حالات کی اصلاح کے لئے آسمانی فیصلہ کے مطابق تیار کرتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ موصوف کو خوب خوب روحانی ترقیات کے منازل طے کرواتا ہے وہاں پر موصوف کی ہر قدم پر خوب دستگیری بھی فرماتا ہے۔ اس تعلق میں ایک بہت ہی عمدہ واقعہ کتاب مذکور میں یوں مرقوم ہے "قیام دہلی کے اثناء میں رمضان پڑا۔ اکیسویں شب کو آپ (سید صاحب شہید) حضرت شاہ عبد العزیز کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "اس عشرے کی کسی رات میں شب بیداری کر کے شب قدر کی سعادت حاصل کی جائے"؟ مولانا نے متبسم ہو کر فرمایا "فرزند عزیز شب بیداری کا جو روزانہ معمول ہے اسی طرح ان راتوں میں بھی عمل کرو۔ صرف شب بیداری سے کیا ہوتا ہے؟ دیکھو چوکیدار اور سپاہی ساری رات جاگتے رہتے ہیں، مگر اس دولت سے بے نصیب و محروم رہتے ہیں، اگر تمہارے حال پر اللہ کا فضل ہے، تو شب قدر میں اگر تم سوئے بھی رہو گے تو اللہ تم کو جگا کر ان برکات میں شریک کردے گا"۔ سید صاحب" یہ سن کر اپنے مسکن پر آگئے اور عادت کے مطابق شب بیداری کا معمول رکھا، ستائیسویں شب کو آپ نے چاہا کہ ساری رات جاگوں اور عبادت کروں، مگر عشاء کی نماز کے بعد کچھ ایسا نیند کا غلبہ ہوا کہ آپ سو گئے۔ تہائی رات کے قریب دو شخصوں نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر جگایا، آپ نے دیکھا کہ آپ کے دائیں طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بائیں حضرت ابوبکر صدیقؓ بیٹھے ہیں، اور آپ سے فرمارہے ہیں کہ احمد جلد اٹھ اور غسل کر۔ سید صاحب" ان دونوں حضرات کو دیکھ کر دوڑ کر مسجد کے حوض کی طرف گئے اور باوجود کہ سردی سے حوض کا پانی یخ ہورہا تھا، آپ نے غسل کیا اور فارغ ہو کر خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فرزند آج شب قدر ہے۔ یاد الٰہی میں مشغول ہو اور دعا و مناجات کرو" اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔ صاحب مخزن لکھتے ہیں کہ اس کے بعد سید صاحب بارہا فرمایا کرتے تھے "اس رات کو اللہ کے فضل سے واردات عجیب و واقعات غریب دیکھنے میں آئے۔ تمام درخت دنیا کی ہر چیز سجدے میں تھی اور تسبیح و تہلیل میں مشغول مگر ان ظاہر آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ کھڑی معلوم ہوتی تھی، اس وقت فنا کلی اور استغراق کامل مجھے حاصل ہوا۔ صبح میں شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے بہت مسرور ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ آج کی شب تم اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ اس وقت سے ترقیات اور علو درجات کے آثار ظاہر ہونے لگے" مولانا شاہ اسمٰعیل شہید صراط مستقیم میں لکھتے ہیں "ایک بار خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سید صاحب" کے منہ میں تین چھوہارے دیئے۔ اور بہت شفقت و محبت سے کھلائے جب آپ بیدار ہوئے تو ان کی شیرینی آپ کے ظاہر و باطن سے ظاہر تھی۔ اس کے بعد ایک روز سید صاحب نے خواب میں حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو دیکھا، حضرت علیؓ نے اپنے دستِ مبارک سے آپ کو اس طرح نہلایا جیسے باپ اپنے بچوں کو نہلاتے ہیں دھلاتے ہیں۔ اور حضرت فاطمہ نے اپنے ہاتھ سے ایک لباس فاخر آپ کو پہنایا، اس کے بعد سے طریق نبوت کے کمالات آپ پر ظاہر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ ایک روز اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے دستِ قدرت سے آپ کا دایاں ہاتھ پکڑ کر امور قدسیہ میں سے ایک چیز جو نہایت رفیع و بدیع تھی، آپ کو عنایت کی اور فرمایا کہ اور چیزیں بھی ہم تم کو دیں گے۔
(بحوالہ کتاب مذکور جلد اول صفحہ 128 تا 130)

اب مناسب لگتا ہے کہ سید صاحب شہید کے پاکیزہ عادات واطوار اور شمائل حمیدہ پر قدر اختصار کے ساتھ روشنی ڈالی جائے چنانچہ آپ کے ہمعصر ایک عالم دین کا بیان ہے:-

"آپ مجسم شریعت و سراپا اتباع سنت تھے فرماتے تھے کہ مجھے اللہ کے فضل سے فضائل ظاہری مراتب باطنی، روشن دلی اور صفائی قلب جو کچھ حاصل ہوئی ہے وہ سب اتباع شریعت کی برکت اور پیروی سنت کی سعادت ہے" اتباع سنت آپ کی زندگی اور آپ کی دعوت کا جز بن گیا تھا۔ آپ کے نزدیک عبادات کے ساتھ معاملات اور امور معاد کے ساتھ امور معاش میں بھی اتباع سنت اور ترک بدعات ضروری ہے۔

"صراط مستقیم" کے دوسرے باب میں آپ نے سالک کو ان تمام بدعات و رسوم سے بچنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ جو مسلمانوں کی زندگی میں مختلف راستوں سے داخل ہوگئیں تھیں اس سلسلہ میں آپ نے اپنی خداداد ذکاوت جس دقیقہ رسی اور دور بینی سے مسلمانوں کی پوری زندگی کا جائزہ لیکر ان تمام بدعات کی نشان دہی فرمائی ہے جو مسلمانوں کی زندگی کے مختلف شعبوں میں راہ پاگئی تھی"۔
(بحوالہ کتاب مذکور جلد دوم صفحہ 513 تا 515)

محبت و خشیت، محبت و محبوبیت ان حضرات کے خواص میں سے ہے جن کے ساتھ اللہ تبارک و تعالیٰ کا معاملہ اجتبا، و انتخاب کا ہوتا ہے اور وہ مطلوب و مراد ہوتے ہیں اس کے آثار ان کی زندگی میں ظاہر و نمایاں ہوتے ہیں۔ سید صاحب میں محبت کی نسبت اتنی غالب تھی کہ اس کے اثرات پاس بیٹھنے والوں اور نماز کے اندر مقتدیوں کے اوپر پڑتے تھے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ محبت کے ساتھ ساتھ کاملین پر خشیت الٰہی کا بھی غلبہ رہتا ہے وہ خوب سمجھتے ہیں کہ خدا کی ذات بے نیاز ہے۔ اس کو کسی کی عبادت و اطاعت کی پروا نہیں، وہ اس کے فضل کے امیدوار بھی رہتے ہیں۔ اس کی نعمتوں اور رحمتوں کا مشاہدہ بھی کرتے رہتے ہیں اور اس کی بے نیازی سے ڈرتے بھی رہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خود فرمایا ہے: وھل یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون (الاعراف) خدا کی پکڑ سے بجز ان کے جن کی

شامت ہی آئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔

شہید مرحوم کے ایک ہمعصر نواب وزیر الدولہ "وصایا الوزیر" میں لکھتے ہیں:۔حضرت پر محبت الٰہی کے ساتھ خشیت الٰہی ہر وقت طاری رہتی تھی سوءِ خاتمہ کا ڈر ایسا غالب رہتا تھا کہ جو آپ کی صحبت میں رہا، اس کا یہی حال بن گیا، اس کی مجلس و گفتگو میں یہی ذکر رہنے لگا، اس کو دن رات یہی کھٹکا لگا رہا، دنیا کی دولت و عزت وجاہت واعزاز عیش و عشرت اس کو خاک معلوم ہونے لگی رقت و خشیت کی تصویر بن گیا، اس کے ساتھ خدا کی محبت و سرور نے اس کو ایسا وارفتہ و خود فراموش بنادیا کہ دنیا اس کو بے حقیقت معلوم ہونے لگی اور وہ ایک ہی وقت میں باغ خنداں اور دیدۂ گریاں بن گیا، اخلاص و خشیت کا مجسمہ سوز و دردمندی کی تصویر، جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے، جس کے پاس بیٹھنے سے دل گرمائے، رقت سے دل بھر آئے دنیا سے دل سرد ہو دین کا جوش اٹھے عاقبت کی فکر ہو عبادت و ذکر کا ولولہ ہو رضائے الٰہی کی طلب اور اعضاء و جوارح پر اس کا قبضہ ہو" (بحوالہ کتاب مذکور جلد دوئم صفحہ 516 تا 517)

مولانا کرامت علی جونپوری لکھتے ہیں:۔

اس امت مرحومہ کے واسطے حضرت قطب الاقطاب سید احمد بریلویؒ کو اس تیرہویں صدی کا مجدد پیدا کیا اور اس جناب نے دین کو تازہ کیا اور نیا کر دیا اور غافلوں کو ہوشیار کر دیا اور دین کے علم کو خوب پھیلایا اور اس طرح فہمائش کر کے ذکر و مراقبہ تعلیم کیا اور مشاہدے کی حقیقت کو ایسا سمجھا دیا کہ جو نعمت برسوں میں حاصل نہ ہوتی تھی سو اس جناب کے طریقے میں بآسانی ایک ہفتے عشرے میں حاصل ہونے لگی ان کے اوصاف و کرامت لکھنے کی حاجت نہیں تمام ملک میں مشہور ہیں اس سے بڑھ کر کیا کرامات ہوگی کہ اس ملک کے مردوں عورتوں میں نماز روزہ خوب جاری ہوگیا۔"

مولانا حیدر علی رامپوری رسالہ "صیانۃ الناس" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ان کی (شہید مرحومؒ) ہدایت کا نور آفتاب کی مثل کمال زور اور شور کے ساتھ بلاد و قلوب عباد میں منور ہوا۔ ہر ایک طرف سے سعیدان ازلی رختِ سفر باندھ کر منزلوں سے آآ کے اشراک و بدعات وغیرہ منہیات سے کہ حسبِ عادتِ زمانہ خوگر ہو رہے تھے، توبہ کر کے توحید و سنت کی راہ راست اختیار کرنے لگے اور اکثر موصوف نے سیر فرما کر لاکھوں آدمی کو دینِ محمدی کی راہِ راست بتادی۔ جن کو سمجھ تھی اور توفیق الٰہی نے ان کی دستگیری کی وہ اس راہ پر چلے (بحوالہ جلد دوم کتاب مذکور صفحہ 529)

"سیرت سید احمد شہید" کے مصنف کے بیان کے مطابق موصوف کی شہادت کی تاریخ بمقام بالاکوٹ 2 ذی قعدہ 1246ھ ہے کتاب مذکور جلد 2 صفحہ 414) چنانچہ آگے موصوف کی شہادت کے واقعہ کو نہایت ہی وجدانی انداز میں بیان کرتے ہوئے کچھ اس طرح سے بھی اظہار خیال کیا ہے:۔

"آپ کے مکاتیب اور آپ کی تقریریں اور آپ کی مجلس کی گفتگوئیں، شوقِ شہادت اور راہ خدا میں اسماعیل ذبیح اللہ کی قربان ہونے کے جذبے لبریز ہیں۔ آپ کی صحبت نے ہزاروں انسانوں کے دل میں عشقِ الٰہی کا شعلۂ بیتاب اور شہادت فی سبیل اللہ کا ایسا جذبہ صادق پیدا کر دیا تھا کہ ان کو اپنی جان وبالِ جان اور اپنا سر وبالِ دوش معلوم ہونے لگا تھا...... واقعات و بیانات میدان جنگ کی شہادتیں قرائن اور وجدان سب یہ کہتا ہے کہ جس کی دعوت و تربیت اور جس کی ترغیب و تحریص سے سیکڑوں بندگانِ خدا کو جو اپنے وطن میں عافیت و سلامتی کی زندگی گزار رہے تھے شہادت کی لازوال دولت نصیب ہوئی وہ اس نعمتِ عظمٰی اور سعادتِ کبریٰ سے ہرگز محروم نہیں رہا، بلکہ جس طرح اس کو ہندوستان میں اس کی دعوت میں اولیت اور تقدم حاصل ہوا اس کے حصول میں بھی اس کو سبقت اور امتیاز حاصل ہوا اور وہ شہداء اہل بیتؓ میں اپنے ان آباءِ کرام سے جاملا جنہوں نے مختلف طریقوں پر شہادت پائی اور ان کا جسدِ طاہر شہادت کے بعد بھی دشمنوں کی گستاخیوں اور جذبۂ انتقام سے محفوظ نہیں رہا۔ اور آپ فنا فی سبیل اللہ کے اس مقام کو پہنچ گئے جو کم کسی کو نصیب ہوتا ہے"

(کتاب مذکور جلد دوم صفحہ 447 تا 448)

آپ کا مدفن، شہید مرحوم کی تدفین اور قبر کے بارہ میں بھی چونکہ مختلف آراء ہیں ان پر تبصرہ کرتے ہوئے مصنف کتاب مذکور رقمطراز ہیں:۔

سید صاحب کے مدفن کے متعلق تمام روایتوں اور بیانات کو جمع کرنے کے بعد جو بات قرین قیاس معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا جسم و سر مبارک جمع کر کے اس قبر میں دفن کیا گیا جو دریائے کنہار کے قریب ہے اور آپ کی طرف منسوب ہے"۔(ایضاً صفحہ 449)

اس مضمون کے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم و عدل کا ایک فرمان درج کیا جاتا ہے۔ حضرت سید احمد شہید اور مولوی اسمٰعیل شہید کا ذکر درمیان میں آیا تو آپ نے فرمایا:۔

"ان لوگوں کی نیتیں نیک تھیں وہ چاہتے تھے کہ ملک میں نماز اور اذان اور قربانی کی رکاوٹ جو سکھوں نے کر رکھی ہے دور ہو جائے خدا نے ان کی دعا کو قبول کیا اور اس کی قبولیت کو سکھوں کے دفعیہ اور انگریزوں کو اس ملک میں لانے سے کیا۔ یہ ان کی دانائی تھی کہ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ لڑائی نہیں کی بلکہ سکھوں کو اس قابل سمجھا کہ ان کے ساتھ جہاد کیا جائے مگر چونکہ وہ زمانہ قریب تھا کہ مہدی موعود کے آنے سے جہاد بالکل بند ہو جائے اس واسطے جہاد میں ان کو کامیابی نہ ہوئی ہاں بسبب نیک نیت ہونے کے ان کی خواہش اذانوں اور نمازوں کے متعلق اس طرح پوری ہوگئی کہ اس ملک میں انگریز آگئے"☆☆

(بحوالہ ملفوظات احمد یعنی ڈائری حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ 177۔ 1897ء سے 1901ء تک مطبوعہ 1925ء۔ 15 دسمبر صفحہ 177)

سلام، کلام اور عبدالقدیر خان

جب پاکستان کی قومی زندگی میں سائنسدانوں کے مقام اور حکومت پر ان کے اثر کا سوال پیدا ہوتا ہے تو ہمارے اپنے دو سائنسدانوں ڈاکٹر عبدالسلام اور ڈاکٹر عبدالقدیر خان کا نام فی الفور ہمارے ذہنوں میں آجاتا ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان پاکستان کے میزائل اور نیوکلیائی پروگرام پر تقریباً ایک چوتھائی صدی سے اسی طرح حاوی رہے ہیں جیسے ڈاکٹر عبدالکلام بھارت میں۔ لیکن دو شخصیات کے درمیان ان سے زیادہ اختلاف ممکن نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ عبدالکلام چنئی میں ایک دو کمرے کے کرایہ کے اپارٹمنٹ میں ایک سادہ زندگی گزارتے ہیں۔ کتابیں اور موسیقی کے آلات ان کے ساتھی ہیں۔ جب کبھی بھی وہ کسی سائنسی تحقیق میں منہمک نہیں ہوتے تو وہ اپنی مادری زبان تامل میں شاعری کرتے ہیں۔ اپنی سادگی اور ملنسار طبیعت کی وجہ سے وہ عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ لیکن ہمارے عبدالقدیر خان اس سے بہت مختلف ہیں۔ یہ اندازہ لگانا تو مشکل ہے کہ وہ کس قدر مکانات کے مالک ہیں لیکن دار الحکومت اسلام آباد کے ہرے بھرے علاقہ مارگلا جھیل کے مشرقی جانب واقع ان کے بنگلے کے متعلق سب کو اتفاق ہے۔ اب اس کے گرد دیگر مکانات کی ایک کالونی تعمیر ہو چکی ہے۔ سی ڈی اے کی منہدم کرنے والی ٹیم جب ان غیر قانونی مکانات کو منہدم کرنے کیلئے پہنچی تو وزیر اعظم نواز شریف کی مداخلت کی وجہ سے وہ اس کام میں ناکام رہی۔ عبدالقدیر خان اسلام آباد کے معاشی حلقوں میں ایک مشہور ہستی تھے اور ملک میں بطور Icon تھے۔ پہلے ان کے نائب رہ چکے ڈاکٹر مبارک ماندان کو بے وقوف یا دھاتوں کا علم رکھنے والا یا بالفاظِ دیگر نیوکلیائی سائنسدان ہونے کا بہروپ رچنے والا کہتے تھے۔ کہوٹا لیبارٹری جس کا نام ان کے اپنے نام پر رکھا گیا تھا سے معزول کرنے کے بعد وہ مکمل طور پر فراموش کر دیے گئے اگرچہ کہ وہ ابھی بھی حکومت کے لئے بطور مشیر کام کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالکلام کو 200 فی صد بھارتی کہا جاتا ہے جنہوں نے مختلف رنگ میں ہندوستان کو عزت دلائی ہے لیکن اس فیصدی تناسب سے کئی گنا زیادہ ڈاکٹر عبدالسلام ایک پاکستانی تھے انہوں نے باقی تمام دنیا کو عزت اور وقار دلایا سوائے اپنے ملک کے۔ 31 سال کی عمر میں وہ لندن کے امپیریل کالج میں پروفیسر مقرر ہوئے اور 33 سال کی عمر میں وہ اس رائل سوسائٹی کے نوجوان ترین رکن بنے جس کی رکنیت محض ممتاز لوگوں کو ہی حاصل تھی۔ انہوں نے قدرت کی چار بنیادی قوتوں کے ایک ہونے کا نظریہ دنیا کے سامنے پیش کیا اور کئی سال کے بعد CERN میں تجربات کے ذریعہ اس نظریہ کے درست ثابت ہونے پر 1979 میں آپ کو نوبل انعام سے نوازا گیا۔ ان کی وفات پر دنیا کے مشہور ترین اخبار ٹائمس آف لندن نے تحریر کیا کہ "دنیائے سائنس نے اپنے سب سے ممتاز اور معزز رکن کو کھو دیا ہے جو ایک عظیم قوتِ اختراع کا مالک تھا اپنی ذہین ترین جبلی قوتوں کے ساتھ سلام ایک عظیم الشان تصور کی قوت کے حامل تھے جنہوں نے تمام دنیا میں سائنس کے فروغ میں ایک کلیدی کردار سرانجام دیا"

لیکن اپنے ہی ملک میں سلام سائنس کی تعلیم کی خاطر فنڈ قائم کرنے کے لئے ضیاء الحق کو آمادہ نہ کر سکے جس کے لئے وہ اپنے انعام کی تمام رقم عطیہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ اس سے پہلے حکومتوں کو بھی اس بات پر آمادہ نہ کر سکے کہ پاکستان میں تھیوریٹکل فزکس کے مرکز کا قیام عمل میں لانا چاہئے۔ بعد میں سلام نے اس مرکز کا قیام ٹریس میں کیا اور 1964ء میں اس کے قیام سے لیکر اب تک یہ مرکز 60000 سائنسدانوں کو تعلیم دے چکا ہے۔ اور اب اس کا نام سلام کے نام پر ہی رکھ دیا گیا ہے۔ یورپین آرگنائزیشن فار نیوکلیئر ریسرچ نے اس کو بہترین مرکز کا درجہ دیا ہے۔ پاکستان کی حکومتوں کی مسلسل بے حسی کے باوجود Time کے مطابق عبدالسلام کے جادوئی اثر نے ڈاکٹر اشفاق احمد چیئر مین پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا کہ آج پاکستان میں جو کچھ جدید سائنس موجود ہے اس کے اصل معمار سلام ہیں۔ اب اس کا اندازہ خود ہی لگالیں کہ اگر سلام کا مرکز پاکستان میں قائم ہو جاتا تو یہاں سائنس اور ٹکنالوجی کس حد تک ترقی کر چکی ہوتی۔☆

(روزنامہ سیاست حیدر آباد انگلش ایڈیشن 02-7-27)

﴿ولادت اور درخواست دعا﴾

خاکسار کو 02-8-28 کو اللہ تعالیٰ نے بیٹی سے نوازا ہے۔ اس سے قبل خاکسار کے تین بچے وفات پاچکے تھے۔ بچی مکرم شکیل احمد صاحب ساکن بیجو پورہ ضلع سہارنپور کی نواسی اور مکرم محمد شریف صاحب صدر جماعت کالابن، راجوری (کشمیر) کی پوتی ہے۔ بچی کا نام کوثر جہاں تجویز کیا گیا ہے۔ بچی کی صحت و سلامتی کامل شفایابی درازیٔ عمر نیز خادم دین بننے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ اعانت بدر 100 روپے۔

(ایم مختار شکیل بھٹی راجوری خادم سلسلہ اجمیر شہر راجستھان)

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی چند پیاری اور دلآویز یادیں

﴿ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب۔امریکہ۔سیکرٹری سمعی و بصری﴾

حضرت صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب جو حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قمر الانبیاء رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے اپنی وفات تک جماعتی خدمات میں مصروف رہے۔یہ مختصر مضمون آپ کی خدمات کی ایک جھلک ہے۔

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی وفات سے جماعت احمدیہ امریکہ نے اپنے ایک ممتاز لیڈر اور محب انسانیت کو کھو دیا ہے۔امریکہ کی جماعت کی امارت کے عہدہ پر فائز ہونے سے قبل آپ پاکستان کی حکومت میں محکمہ فنانس کے اعلیٰ عہدے پر متمکن تھے اور اس کے بعد عالمی برادری میں ورلڈ بینک کے ڈائریکٹر کے طور پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔

گزشتہ دس پندرہ سال سے حضرت میاں صاحب کے ساتھ میرے روابط کافی قرب اختیار کر چکے تھے اور اب جب میں ماضی کی طرف نگاہ دوڑاتا ہوں کہ کس طرح وہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ جماعت کی خدمت میں صرف کرتے تھے تو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے محض اپنے فضل سے مجھے اس بابرکت وجود اور آپ کے وسیع تجربے سے متمتع ہونے کا سنہری موقعہ عطا فرمایا۔

میں قارئین کو حضرت میاں صاحب کے ساتھ اپنے مشاہدات میں شریک کرنے کی تمنا رکھتا ہوں۔حضرت میاں صاحب اپنے اقوال اور افعال میں خلافت کے لئے فقید المثال ادب اور احترام ملحوظ رکھتے تھے۔جب حضور انور کی خدمت میں خط لکھتے تو اسے کئی بار پڑھتے اور حضور کے قیمتی وقت کے تقاضے کے تحت اسے مختصر لیکن مطلب کی ادائیگی کے لئے ہر طرح مکمل لکھتے۔

۱۹۹۸ء میں جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جلسہ سالانہ امریکہ میں شمولیت کے لئے تشریف لائے تو حسب معمول حضرت میاں صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔نماز فجر میں ہم بھی کچھ لوگ حضور کے ساتھ شامل ہو جاتے۔حضرت میاں صاحب کمر میں درد کی وجہ سے پہلی صف میں دائیں طرف کرسی پر بیٹھ کر نماز ادا کرتے۔نماز کے بعد حضور انور نمازیوں سے کچھ گفتگو فرماتے تو اس دوران حضرت میاں صاحب چپکے سے کرسی سے اتر کر فرش پر بیٹھ جاتے تاکہ وہ حضور انور سے اونچے نہ بیٹھیں۔آپ یہ طریق درد اور تکلیف کے باوجود ادب کی وجہ سے ہمیشہ اختیار کرتے رہے۔

حضرت میاں صاحب کے اخلاق کا ایک پہلو آپ کی عاجزی اور سادگی تھا۔آپ کی اعلیٰ کارکردگی اور اعلیٰ معیار کبھی بھی آپ کے کسی لفظ سے مترشح نہ ہوتی تھی کہ آپ کسی سے بالا ہیں بلکہ اپنے سلوک اور اطوار سے ہمیشہ سادہ اور نرم گفتگو کا اظہار فرماتے۔یہی سادگی اور حسن اخلاق کا پرتو امریکی جماعت کے افعال و اعمال اور کردار میں نظر آتا ہے۔

حضرت میاں صاحب کی ایک اور گرانقدر صفت وقت کی قدر و قیمت کا رجحان تھا۔کمر درد کی مشکل اور رکاوٹ کے باوجود پابندیٔ وقت کی انتہائی کوشش فرماتے۔جب کبھی حضرت میاں صاحب سے ملاقات کا موقعہ ہوتا میں نے آپ کو ہمیشہ مستعد و منتظر پایا۔ایک دفعہ آپ نے مجھے فرمایا کہ انہیں اس بارے میں پریشانی اور حیرت ہوتی ہے کہ بعض لوگ کس طرح بغیر کسی وجہ کے ایک ایک گھنٹہ لیٹ پہنچتے ہیں اور پھر لیٹ آنے کی معذرت بھی نہیں کرتے۔

حضرت میاں صاحب کا ایک اور وصف جماعت کے معاملات میں مختلف لوگوں کی آراء معلوم کرنا بھی ہوتا تھا۔اس سلسلے میں آپ کی عادت یہ تھی کہ ایک تحریری نوٹ مختلف لوگوں کو اپنی اپنی رائے ظاہر کرنے کے لئے بھجوا دیتے تھے۔اس کے علاوہ میرا یہ بھی مشاہدہ تھا کہ میں جب آپ سے ملاقات کے لئے جاتا تو آپ اس ملاقات سے غیر متعلق موضوعات پر بھی مجھ سے ذکر کرتے۔مجھے یقین ہے کہ آپ اور لوگوں سے بھی ایسا ہی کرتے ہوں گے۔

خدا تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب کو صحیح اور غیر صحیح کی چھان بین کا بہت اونچا ملکہ عطا فرمایا ہوا تھا۔اگر گفتگو کے بعد پہلی رائے بدلنے کی ضرورت ہوتی تو آپ بدل دیتے۔ایک دفعہ جماعت کی ایک میٹنگ مقرر ہو چکی تھی۔MTA میں براڈکاسٹ کے لئے خاکسار بھی مدعو تھا۔پروگرام پر نظر ڈالنے کے بعد میں نے محسوس کیا کہ ایسی میٹنگ جماعت کے نظام کے مفاد کو نقصان پہنچائے گی۔چنانچہ میں نے اپنی اس رائے کو لکھ کر حضرت میاں صاحب کو بھجوا دیا۔حضرت میاں صاحب نے مجھے بلوایا اور مزید بحث کی اور چند منٹ کے بعد اس میٹنگ کو منسوخ کر دیا۔

خدا تعالیٰ نے حضرت میاں صاحب کو ایک نرم اور مہربان دل ودیعت فرمایا تھا۔آپ ہمیشہ یہ نصیحت فرماتے کہ ہمیں اپنی توجہات کو کام کی آسانی اور مفید نتائج پر مرکوز رکھنا چاہئے نہ کہ جرمانے اور سزا پر۔لیکن جب جرمانہ اور سزا واجب ہو جاتے تو بڑے دکھ کے ساتھ عمل کرواتے۔مجھے یاد ہے کہ آپ نے ایک شخص کو اپنے معاملے کی صفائی کے لئے چار بار لکھا لیکن اس نے فائدہ نہ اٹھایا۔بعض دفعہ اپنے مفوضہ کام کے دوران حضرت میاں صاحب کے نام لکھے گئے ایسے خطوط بھی میری نظر سے گزرے جو آپ کے ادب اور احترام سے عاری ہوتے تھے۔لیکن حضرت میاں صاحب ان کی قطعی پرواہ نہ کرتے تھے اور اپنے تمام فرائض انتہائی دیانت اور انصاف سے سرانجام دیتے رہتے۔

حضرت میاں صاحب ہمیشہ دوسروں کو اپنے آپ پر ترجیح دیتے۔ایک دفعہ ایک شادی کے موقعہ پر آپ کا پاؤں پھسلا اور ٹانگ کسی چیز سے ٹکرا گئی۔آپ اٹھے اور تمام وقت کرسی پر اس انداز سے خاموش بیٹھے رہے جیسے کچھ نہیں ہوا۔چند دن کے بعد میں ان سے ملنے گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ٹانگ پر کافی بڑی جگہ پر خون منجمد ہو چکا ہے۔انہوں نے فرمایا کہ شادی میں بیٹھے ہوئے ٹانگ میں Hacmatoma کی کیفیت کو وہ محسوس کرتے رہے لیکن اس خیال سے کہ خوشی کے اس موقعہ پر میری وجہ سے لوگوں کی توجہ میری طرف نہ مبذول ہو جائے میں خاموشی سے بیٹھا برداشت کرتا رہا۔

جب میری بیٹی فاطمہ کی رسم نکاح کا اعلان جلسہ سالانہ ۲۰۰۰ء کے موقعہ پر ہونا قرار پایا تو میں نے حضرت میاں صاحب سے شمولیت کے لئے درخواست کی۔یہ اعلان نکاح مغرب اور عشاء کی نمازوں کے بعد مسجد بیت الرحمان میں کیا جانا تھا۔حضرت میاں صاحب دن کے دفتری فرائض سرانجام دے چکے تھے لیکن نکاح میں شمولیت کے لئے آپ کو چار گھنٹے انتظار کرنا پڑا اور میری بار بار کی استدعا کے باوجود کہ آپ گھر تشریف لے جائیں آپ میری دلداری پر مصر رہے اور انتظار کرتے رہے۔

مسجد بیت الرحمان میں ہماری حسب معمول میٹنگز کے لئے حضرت میاں صاحب تمام شامل ہونے والوں کی طرح اپنا لنچ ساتھ لاتے تھے اور کئی دفعہ بڑے اصرار کے ساتھ آدھا مجھے پیش فرماتے۔

ایک دفعہ حضرت میاں صاحب نے مجھے ایک تکلیف کے سلسلہ میں بلوایا۔اس دن برفباری کی پیشگوئی تھی۔حضرت میاں صاحب نے مجھے ظہیر صاحب سے فون کروایا کہ اس برفباری کے موسم میں آنا ملتوی کر دیں۔

حضرت میاں صاحب کی ایک خصوصیت بوقت ضرورت آسانی کے ساتھ ملاقات کا موقعہ فراہم کرنا تھی۔حضرت میاں صاحب کے قریبی لوگ جو آپ کی ہدایات پر عمل پیرا رہتے تھے کام کے اعلیٰ معیار پر فائز تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ حضرت میاں صاحب جماعت کے لئے از حد فعال اور مفید وجود تھے۔آپ ہمارے ساتھ زندگی کے ہر شعبے میں شرکت فرماتے اور آپ کی بارہ سال کی امارت دنیا کی بہترین امارت کہی جا سکتی ہے۔امریکہ میں کام کرنے والوں کی کمی کے پیش نظر یہ بات اور بھی حیرت انگیز ہے کہ اتنے قلیل اور مختصر عرصہ میں اتنی اعلیٰ کامیابیاں حاصل ہوئیں۔خدا تعالیٰ حضرت میاں صاحب کے اس ورثہ کو قائم و دائم رکھے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔

﴿اعلان نکاح﴾

☆......حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان نے مورخہ 02-12-28 کو جلسہ سالانہ کے تیسرے روز مسجد اقصیٰ قادیان میں خاکسار کے بیٹے عزیزم عطاء الٰہی احسن غوری مدرس جامعۃ المبشرین قادیان کا نکاح عزیزہ ناہید بشارت روحی صاحبہ بنت مکرم بشارت احمد صاحب حیدر قادیان کے ساتھ مبلغ 21000 روپے حق مہر پر پڑھا۔عزیزہ ناہید بشارت نشان سگ گزیدہ حضرت عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پڑپوتی ہے۔

☆......مکرم محمد عزیز اللہ غوری صاحب ابن مکرم محمد رفعت اللہ غوری صاحب آف یادگیر کا نکاح عزیزہ عطیہ سلطانہ بنت مکرم سیٹھ نصیر الدین صاحب آف حیدر آباد کے ساتھ 51000 روپے حق مہر پر پڑھا۔لڑکا صحابی حضرت مسیح موعودؑ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحبؓ احمدی کا پڑنواسہ اور لڑکی محترم سیٹھ معین الدین صاحب مرحوم سابق امیر جماعت احمدیہ حیدر آباد کی نواسی ہے۔قارئین بدر سے ہر دو رشتوں کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔اعانت بدر 200 روپے۔......(محمد انعام غوری ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

★ خاکسار کی پوتی عزیزہ قمر النساء بنت مکرم محمد اقبال کا نکاح ہمراہ افتخار احمد صاحب ابن مرحوم بشیر احمد صاحب دنڈوتی آف یادگیر مبلغ 25000 روپیہ حق مہر پر مورخہ 02-12-25 کو ہبلی میں مکرم مبلغ یادگیر نے پڑھا۔اسی دن رخصتانہ بھی عمل میں آیا۔رشتہ کے بابرکت اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔اعانت بدر 50 روپے۔......(حضرت صاحب ایم منڈاسگر سابق صدر جماعت احمدیہ ہبلی کرناٹک)

بدر کی مالی اور قلمی اعانت کر کے عند اللہ ماجور ہوں

بنارس اور بنارس سرکل کے تحت مضافات میں رمضان المبارک کے لیل و نہار

بنارس کے گردونواح میں بہت سے مسلمانوں کے ایسے پچھڑے علاقے تھے جہاں پر مسلمان صرف برائے نام تھے۔ اسلامی احکامات وتعلیمات کی بجاآوری تو درکنار جانکاری سے بھی بیشتر نابلد تھے۔ اِکاّدُکاّ کہیں کچھ اسلامی رمق تھی جو ادائیگی نماز کے معاملہ میں آٹھ کھاٹ تین سو ساٹھ والی تھی اور بس۔ ایسے ایسے مقامات پر بھی ہمارے معلمین نے ان نام نہاد مسلمانوں کو مسلسل محنت اور کوشش سے اسلامی تعلیمات سے صیقل کرنے کی کوشش کی۔ اور اس پاکیزہ کوشش میں رمضان المبارک میں تیزی پیدا کی گئی اور احکامات رمضان میں نومبائعین کو پابند کروانے کے ساتھ ساتھ خاص کر تراویح کا باقاعدہ اہتمام بھی کیا اور اس تعلق میں اللہ رسول کے فرمان سے جانکاری دی جس سے وہ بہت خوشی اور شادمانی کا اظہار کرتے ہیں۔ پچھی پور گاؤں ضلع غازی پور کے احباب تو جماعت احمدیہ کے معلم کو مخاطب کر کے مارے خوشی کے یہاں تک بولے کہ آپ لوگوں کی بدولت ہم نے اس گاؤں میں 40 سال بعد تراویح کی نماز ادا کی ہے۔ جماعت احمدیہ کی اس مقام پر آمد سے پہلے یہاں پر تو صرف ملا مولوی آکر جب اناج اور غلہ وغیرہ پیدا ہوتا تو چندہ کی شکل میں ہم سے وصول کرتے اور چلے جاتے۔ حقیقی معنوں میں آپ لوگوں نے ہمارا خیال کیا ہے۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حسب سابق اس بار بھی جماعت بنارس نے ماہ مبارک سے خوب استفادہ کیا۔ ایماناً واحتساباً قیام کی توفیق ملی۔ جملہ عبادات وریاضات میں پہلے کی نسبت چستی وتیزی پیدا کی۔ کلام پاک کی بکثرت تلاوت کی گئی۔ تراویح اور بعد نماز فجر درس قرآن کا اہتمام رہا۔ نماز تراویح خاکسار کے علاوہ مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد صاحب بھی ادا کروانے کی سعادت حاصل کرتے رہے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں نہایت ہی خوشگوار ماحول میں جماعتی طور پر اجتماعی افطار کا اہتمام رہا۔ جس میں تمام مرد وزن نے شمولیت کی۔ رمضان کے آخری جمعہ کے دن بعد نماز عصر اجتماعی دعا بھی کی گئی۔ ماہ مقدس کے اختتام پر 6 دسمبر کو احمدیہ مسجد میں خاکسار نے نماز عید پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ ہماری جملہ عبادات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آمین۔ .... (سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ بنارس)

ہریانہ کے جیند زون میں عید الفطر کی تقاریب

جماعت احمدیہ جیند: مورخہ 6-12-02 کو ٹھیک ساڑھے دس بجے جیند مشن میں محترم مولوی ایوب علی خان صاحب انچارج حصار زون نے نماز عید پڑھائی۔ جہاں مندرجہ ذیل گیارہ جماعتوں کے نومبائعین نے نماز عید ادا کی۔ جماعت جیند، برہ، ہڈانی، ہڈانہ، ببوا، سیلہ کھیڑی، دالم والا، گوگڑیاں، بی بی پور، ملکپور، بیانی۔ نماز کے بعد خطبہ عید پڑھا۔ خطبہ کے بعد تمام مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ اس سال پہلی بار جیند مشن میں ہومیو ڈسپنسری کو سجایا گیا تھا اور مہمانان کرام میں اعلان کیا گیا جس سے کثرت سے نومبائعین نے دوائی حاصل کی۔ محترم ماسٹر شیر علی صاحب بھٹی نے ڈسپنسری کے انتظامات کیے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

عید کیلئے وسیع پنڈال بنایا گیا تھا۔ جہاں مستورات نے نماز عید ادا کی اور مردوں نے مسجد وصحن میں نماز عید ادا کی۔

جماعت اوگالن: مورخہ 6-12-02 کو ٹھیک دس بجے مکرم حبیب الرحمان صاحب معلم سلسلہ اوگالن نے نماز عید الفطر پڑھائی۔ تمام مرد وزن نے نماز عید ادا کی۔

جماعت باس: یہاں مکرم سجاد احمد صاحب معلم سلسلہ نے نماز عید پڑھائی۔ اور خطبہ عید واجتماعی دعا کے بعد تمام مہمانوں کی تواضع کی گئی۔ یہاں پر جماعت باس کے علاوہ بہاری مسلمان بھی کافی تعداد میں شامل ہوئے۔ انکی بھی تواضع کی گئی اور عید کا تحفہ دیا گیا۔ اور تمام لوگوں نے گلے مل کر ایک دوسرے کو عید مبارک کا تحفہ دیا۔

جماعت جیٹ پورہ روہتک: یہاں پر مکرم اعجاز احمد صاحب ساگر نے نماز عید پڑھائی اور خطبہ عید پڑھا۔ یہاں پہلی بار نماز عید ادا ہوئی۔ اور تمام گاؤں کے نومبائعین نے نماز عید ادا کی۔ عید کے بعد تمام لوگوں نے ایک دوسرے کو عید مبارک کا تحفہ دیا اور احمدی معلمین اور داعین الی اللہ کو اپنے گھروں میں لے گئے اور انکی تواضع کی۔ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ کے معلمین وداعین الی اللہ کے نیک نمونہ کی وجہ سے غیر مسلموں پر بھی اچھا اثر رہا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کیلئے اجتماعی دعا

رمضان المبارک میں باقاعدگی سے سیدنا حضور انور کیلئے تمام سینٹروں میں فرض نمازوں میں دعا کا اعلان ہوتا رہا اور عید الفطر کے موقعہ پر بھی دعائیں کی گئیں۔ تمام جماعتوں میں حضور کی صحت کے بارہ میں تازہ اطلاع دی جاتی رہی۔

فطرانہ: جیند زون کی نئی جماعتوں سے پانچ ہزار روپے سے زائد فطرانہ وصول ہوا ہے۔ دعا ہے کہ رمضان مبارک تمام نومبائعین کیلئے پورا سال تقویت ایمان کا باعث بنا رہے۔ ...... (طاہر احمد طارق مبلغ سلسلہ جیند)

رمضان المبارک کے بابرکت ایام میں جماعت احمدیہ بنگلور کے لیل ونہار

جماعت احمدیہ بنگلور ہر سال رمضان میں روحانی سیرابی کیلئے کئی روحانی پروگرام مرتب کرتی ہے۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی نماز تراویح، بعدہٗ درس حدیث اور بعد نماز عصر درس القرآن کا اور بعد نماز فجر درس ملفوظات کا اہتمام کیا گیا۔ نماز تراویح، درس الحدیث اور درس ملفوظات خاکسار نے دیے۔ جبکہ درس القرآن خاکسار کے علاوہ محترم ڈاکٹر عبد احمد الحلیم صاحب نے بھی دیے۔ کثیر تعداد میں مرد وخواتین نے جملہ روحانی پروگراموں میں حصہ لیا۔ اتوار کی رات خدام مسجد میں قیام کر کے نوافل پڑھتے اور اجتماعی سحری کرتے۔ افطاری کا بھی مسجد میں انتظام کیا گیا۔ فرض نمازوں میں کثیر تعداد میں غیر احمدی احباب نے بھی شمولیت اختیار کی۔

بنگلور سے قریب قائم شدہ ایک نئی جماعت بھرتی بنڈا میں بھی رمضان المبارک کے مبارک ایام میں مکرم مولوی طارق احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے نماز تراویح کے علاوہ درس بھی دیا۔ ...... (مقصود احمد بھٹی مبلغ سلسلہ بنگلور)

......تعزیتی جلسہ......

محترم مولانا محمد ابوالوفا صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کیرلہ کی وفات پر احمدیہ مسجد مرکرہ میں خاکسار کی زیر صدارت ایک تعزیتی جلسہ بعد از نماز مغرب مورخہ 18 اکتوبر منعقد ہوا۔ مکرم پی کے عبد الجلیل صاحب کی تلاوت قرآن کے بعد مکرم محمد عمر صاحب تیاپوری مکرم پی کے عبد الجلیل صاحب اور مکرم سی پی محی الدین کٹی صاحب معلم مرکرہ نے مرحوم کی خوبیوں اور خدمات کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آخر میں خاکسار کی تقریر ہوئی۔

(ایم اے بشیر ٹھاٹھا صدر جماعت مرکرہ)

جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

لجنہ اماء اللہ کوبمی (سونگھڑہ) کے تحت 29 اکتوبر 2002ء کو سعیدہ خاتون صاحبہ کے مکان پر جلسہ سیرت النبی ﷺ ہوا۔ صدارت محترمہ مبشرہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ کوبمی نے کی۔ راشدہ سلطانہ صاحبہ کی تلاوت کے بعد خاکسارہ نے 40 احادیث باترجمہ سنائیں۔ راشدہ سلطانہ صاحبہ نے عہد دہرایا اور سنجیدہ خاتون، نعیمہ سلطانہ صاحبہ، روشن شاہین اور خاکسارہ نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ راشدہ سلطانہ صاحبہ امتہ الکریم صاحبہ روشن شاہین صاحبہ، رونق یاسمین صاحبہ نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ تقریر عزیزہ نعیمہ سلطانہ صاحبہ نے کی۔ غیر از جماعت بہنوں نے بھی شرکت کی۔ تمام ممبرات لجنہ ناصرات کو سعیدہ خاتون صاحبہ نے شیرینی تقسیم کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

(سیدہ شاہدہ پروین جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کوبمی)

کوسکا پور بہار میں تربیتی جلسہ

مورخہ 8-6-02 کو بعد نماز مغرب وعشاء مسجد احمدیہ کوسکا پور ضلع ارریہ میں زیر صدارت مکرم محمد حدیث صاحب صدر جماعت کوسکا پور جلسہ سیرت النبی منعقد ہوا۔ مکرم سجاد حسین صاحب کی تلاوت اور مکرم علی رضا صاحب معلم کوسکا پور کی نظم خوانی کلام حضرت مسیح موعودؑ کے بعد مکرم سید فضل نعیم صاحب مبلغ سلسلہ کشن گنج نے سیرت آنحضرت ﷺ کے مختلف پہلو بیان کیے۔ بعدہٗ مکرم سجاد حسین صاحب معلم کٹیہار نے عبادت وریاضت کے مفہوم وتخلیق انسانی کے مقاصد کے متعلق از روئے سیرت النبی تقریر کی۔

صدر مجلس نے اس تقریب کا اختتام اجتماعی دعا کے ساتھ کیا۔ اس بابرکت جلسہ میں احمدی، غیر احمدی احباب کے علاوہ غیر مسلم لوگوں نے بھی شرکت کی۔ اجتماعی دعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔

(شیخ محمد علی مبلغ وسرکل انچارج کشن گنج بہار)

PRIME AUTO PARTS

House of Genuine Spares

Ambassador & Maruti

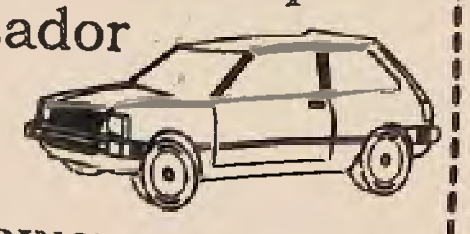

P, 48 PRINCEP STREET

CALCULTTA - 700072 ●2370509

جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ کے 38ویں جلسہ سالانہ کا انعقاد

سوازی لینڈ، لیسوتھو، اور نمیبیا سے پہلی بار نومبائعین کے وفود کی شرکت

《عبدالرشید یحییٰ نیشنل صدر و مبلغ انچارج ساؤتھ افریقہ》

جماعت احمدیہ جنوبی افریقہ کا سالانہ اجتماع 29 اور 30 جون 2002ء کو نو تعمیر شدہ احمدیہ مسجد ''بیت الاوّل'' میں منعقد ہوا۔ خدام، انصار، اطفال اور لجنہ نے جلسہ سے قبل وقار عمل کے ذریعہ مسجد کی صفائی اور آرائش کا کام کیا۔ مکرم بدر الدین جعفر صاحب افسر جلسہ سالانہ اور مکرم ابراہیم جمن صاحب افسر جلسہ گاہ نے اپنی ٹیموں کی مدد سے ذمہ داری ادا کی۔ لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ جلسہ کے انعقاد سے دو روز قبل شروع ہو کر ایک ہفتہ تک جاری رہا۔ خدام نے کھانے کی تیاری و تقسیم کو باحسن ادا کیا۔ دونوں دن نماز تہجد اور درس قرآن کریم کا انتظام بھی کیا گیا۔ جس میں احباب کرام کثیر تعداد میں شامل ہوئے۔

پہلا سیشن: جلسہ سالانہ کا آغاز 29 جون کو خاکسار کی صدارت میں ہوا۔ پردہ کی رعایت سے خواتین بھی اس جلسہ میں شریک رہیں۔ اور آڈیو، ویڈیو اور CCTV کی بدولت تمام کاروائی کا مشاہدہ کرتی رہیں۔

تلاوت قرآن کریم، حضرت مسیح موعودؑ کی اردو نظم کے بعد خاکسار نے افتتاحی تقریر میں احمدیت اور اسلام کے روشن مستقبل کا ذکر کیا۔ افتتاحی دعا کے بعد اس سیشن کی کاروائی مکرم بدرالدین جعفر صاحب نائب صدر جماعت کی زیر صدارت جاری رہی۔ اس سیشن میں تین تقاریر ہوئیں۔

دوسرا سیشن: ٹھیک اڑھائی بجے دوسرے سیشن کا آغاز ہوا۔ اس سیشن میں خواتین کے جلسہ کا الگ سے انتظام تھا۔ جو جماعت کے جوبلی ہال میں منعقد کیا گیا۔ اس میں تمام تقاریر خواتین نے اپنے انتظام کے ماتحت کیں۔ جو حالات حاضرہ سے متعلق درپیش مسائل کا اسلام میں حل کے موضوعات پر تھیں۔ مردانہ جلسہ گاہ کے دوسرے سیشن کی کاروائی مکرم ڈاکٹر حماد عاصم صاحب صدر جماعت احمدیہ جوہانسبرگ کی صدارت میں ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعودؑ کی اردو نظم کے بعد اس سیشن میں دو تقاریر ہوئیں۔

مجلس سوال و جواب:

ان تقاریر کے بعد ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ مغرب کی اذان کے ساتھ یہ سیشن اختتام پزیر ہوا۔

دوسرا دن: جلسہ کے دوسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد باجماعت سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

اختتامی سیشن: تیسرے اور آخری سیشن کا آغاز خاکسار کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور حضرت مسیح موعود کی اردو نظم کے بعد اس سیشن میں تین تقاریر ہوئیں۔ آخر میں خاکسار نے اسلامی اخوت پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ اس بابرکت جلسہ کا اختتام ہوا۔

اس جلسہ میں پہلی مرتبہ جماعت احمدیہ جنوبی افریقہ کے سپرد تینوں ممالک سوازی لینڈ، لیسوتھو اور نمیبیا سے وفود نے شرکت کی جو نہایت اچھا اثر لے کر واپس لے گئے۔ سوازی لینڈ کے وفد کے صدر نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے احمدیت قبول تو کرلی تھی لیکن احمدیت کا ہمیں زیادہ پتہ نہیں تھا۔ اس جلسہ میں شامل ہونے کے بعد ہمیں احمدیت کے نفوذ کا علم ہوا۔ اور تقاریر سننے کے بعد دل یقین سے بھر گیا کہ احمدیت سچی ہے۔ اور سیدھی راہ پر ہے۔ ہم واپس جا کر اپنے علاقہ کے احمدیوں کو اپنے تاثرات سے آگاہ کریں گے۔ اور مزید ذوق و شوق سے تبلیغ کریں گے۔ وہ اس بات سے بہت حیران ہوئے کہ اسلام میں صرف جماعت احمدیہ ہی ایسی جماعت ہے جو اسلام کی تبلیغ کیلئے تشدد پر یقین نہیں رکھتی۔

ان وفود کے علاوہ امسال 9 ممالک کے نمائندے اس جلسہ میں شامل ہوئے۔ اس موقعہ پر کتابوں کی ایک نمائش کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت بابرکت فرمائے اور جماعت احمدیہ ساؤتھ افریقہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور یہ خطہ ارض بھی جلد از جلد احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے نور سے روشن ہو جائے۔

....تقریب سعید....

مورخہ 22 نومبر 2002ء بروز جمعۃ المبارک مسجد احمدیہ سرینگر میں نماز جمعہ کے بعد عزیزہ ملیحہ شکور کی قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کرنے اور عزیزہ عمرانہ شکور کی قرآن مجید کے شروع کرنے پر دعائیہ تقریب ہوئی۔ اس موقعہ پر مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز مبلغ انچارج کشمیر نے قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے خصوصیت سے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کی تاکید کی۔ دونوں بچیاں بالترتیب سات اور پانچ سال کی عمر کی عزیزم عبدالشکور ٹاک کی بیٹیاں ہیں۔ بچیوں کو قرآن مجید پڑھنے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق پانے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت بدر 100 روپے۔ (عبدالسلام ٹاک صدر جماعت احمدیہ سرینگر کشمیر)

KASHMIR JEWELLERS
کشمیر جیولرز
Mfrs& Suppliers of: GOLD & DIAMOND JEWELLERY
الیس اللّٰہ بکاف عبدہ
چاندی و سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Main Bazar Qadian (Pb.)
Ph. (S) 01872-21672 (R) 20260 Fax. 20063
E-mail. kashmirsons@yahoo.com

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران - حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ - پاکستان
فون دوکان 0092-4524-212515
رہائش 0092-4524-212300

تحریک ''مسجد مارڈن - یو کے'' میں

ادائیگیوں کی میعاد 31 جنوری کو ختم ہو رہی ہے

جیسا کہ احباب کو علم ہے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تحریک ''مسجد مارڈن یو کے'' میں وعدہ جات کی ادائیگی کیلئے دو سال کی مدت مقرر فرمائی تھی جو 31 جنوری 2003ء کو ختم ہو رہی ہے۔ اس بابرکت تحریک میں جماعت احمدیہ بھارت کی طرف سے پیش کردہ 36,46,069 روپے کے مجموعی وعدہ جات کی رپورٹ ملاحظہ فرمانے کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے زیر چٹھی وکالت مال لندن vma 01-08-2/1988 خوشنودی کے اظہار کے ساتھ ارشاد فرمایا تھا کہ:

''ماشاء اللہ بہت بڑی رقم ہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔''

مگر اس گرانقدر وعدہ کے بالمقابل 30 نومبر 2002ء تک اس مد میں ہونے والی مجموعی وصولی -/21,43,490 روپے کی رپورٹ پر محترم ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن نے اپنی چٹھی VMA3459/22-10-02 میں تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ہدایت فرمائی ہے کہ:

''وعدہ جات اور وصولی کو دیکھتے ہوئے یہ احساس ہوتا ہے کہ...... چالیس فیصد سے زیادہ رقم ابھی تک وصول کرنا باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ وعدہ کنندگان کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے وعدہ جات جلد ادا کریں۔''

لہٰذا جملہ امراء کرام و صدر صاحبان اور وعدہ کنندگان سے گزارش ہے کہ وہ بہر صورت 31 جنوری 2003ء سے پہلے پہلے اپنے وعدہ جات کی صد فیصد ادائیگی کی طرف خصوصی توجہ دیں۔ تا جماعت احمدیہ بھارت اس باب میں اپنے مومنانہ عہد سے سبکدوش ہو کر پیارے آقا کی مقبول بارگاہ الٰہی دعاؤں کی مورد بن سکے۔ جزاکم اللہ۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

دعاؤں کے طالب
محمود احمد بانی
منصور احمد بانی — اسد محمود بانی
کلکتہ
BANI®
موٹر گاڑیوں کے پرزہ جات
Our Founder :
Late Mian Muhammad Yusuf Bani
(1908-1968)
AUTOMOTIVE RUBBER CO.
BANI AUTOMOTIVES ☆ BANI DISTRIBUTORS
5, Sooterkin Street, Calcutta-700072
SHOWROOM: 237-2185, 236-9893 WAREHOUSE: 343-4006, 343-4137 RESI: 236-2096, 236-4696, 237-8749 FAX NO: 91-33-236-9893

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر مطلع کریں۔......... (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت نمبر 15197: میں اکرم محمد ولد مکرم دین محمد صاحب مرحوم قوم لوہار مسلم پیشہ ریٹائرڈ ٹیچر عمر 60 سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۹۹۶ء ساکن بیکھوڈاکخانہ خاص ضلع بھٹنڈہ صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰۰۲/۸/۱۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وقت غیر منقولہ جائیداد ایک رہائشی مکان ہے، جو بیکھو گاؤں ضلع بھٹنڈہ میں واقع ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ خاکسار سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہو چکا ہے۔ اور مجھے پنشن -/۳۳۳۱ روپے ملتی ہے۔ اس سے میں ہر ماہ ۱۰/۱ حصہ آمد ادا کرتا رہوں گا۔ اور اگر آئندہ کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع دفتر کار پرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری یہ وصیت ۰۲/۹/۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
نعیم احمد ڈار	اکرم محمد	انیس احمد خان

وصیت نمبر 15198: میں حافظہ خاتون بیوہ محترم مقبول احمد صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۵۸ سال پیدائشی احمدی ساکن باری نگر ڈاکخانہ ٹلکو کالونی، جمشید پور ضلع سنگھ بھوم صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۲/۴/۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت درج ذیل منقولہ وغیر منقولہ جائیداد ہے:

۱- زیور طلائی کان کے پھول ۲ جوڑے وزن ۳ گرام قیمت 1500-00

۲- // // انگوٹھی ایک عدد 2 1/2 گرام قیمت 1750-00

۳- // // کڑا طلائی ایک عدد 2 گرام قیمت 1100-00

۴- مکان ترکہ شوہر باری نگر جمشید پور ۴ کٹھہ

زمین کی قیمت اندازاً ۱۰۷ ہزار روپیہ اور مکان دو کمروں پر مشتمل قیمت ۲۵ ہزار روپیہ ۸/۱ حصہ کی حقدار ہوں۔ آبائی جائیداد سونگھڑہ میں تھی جو پہلے فروخت کر کے گھریلو اخراجات میں رقم خرچ کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ حق مہر میرا -/۷۵۰ روپیہ تھا جو میں نے مرحوم خاوند کو اُن کی زندگی میں ہی معاف کر دیا تھا۔ اس وقت آبائی جائیداد کوئی نہیں ہے۔

میری اس وقت کوئی آمد نہیں ہے۔ میں ہر ماہ رہن سہن کے معیار کے مطابق ماہوار -/۳۰۰ روپیہ کے اخراجات پر حصہ آمد میں چندہ ادا کرتی رہوں گی۔

نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت ۲۰۰۲/۱/۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انك أنت السميع العليم

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید جمیل احمد ولد سیّد ہمام الدین احمد مرحوم	حافظہ خاتون	سیّد آفتاب عالم ولد سید محمد عاشق حسین صاحب مرحوم

وصیت نمبر 15199: میں امۃ الرحمٰن مبارکہ بنت محترم مقبول احمد صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن باری نگر جمشید پور ڈاکخانہ ٹلکو کالونی جمشید پور ضلع سنگھ بھوم صوبہ جھارکھنڈ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۰۱/۱۲/۱۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ میری اس وقت منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱- دو عدد طلائی انگوٹھی وزن ۵ گرام ۲- دو عدد طلائی کڑے وزن ۱۸ گرام ۳- گلے کی چین معہ لاکٹ وزن ۷ گرام ۴- کان کے پھول ایک جوڑی وزن ۹ گرام ۵- کان کے کانٹے دو جوڑی وزن ۲۵ گرام

کل وزن طلائی 64 گرام

زیور نقرئی ایک پازیب ۷۰ گرام

اسکے علاوہ میری اپنی کوئی جائیداد نہیں ہے البتہ میرے والدین کی جائیداد بصورت مکان جمشید پور میں ہے والد صاحب مرحوم موصی تھے۔ والدہ حیات ہیں۔ وہ بھی موصیہ ہیں۔ اس جائیداد میں والدہ صاحبہ کے علاوہ پانچ بھائی اور دو بہنیں شریک ہیں۔ جائیداد ابھی تقسیم نہیں ہوئی ہے۔ جائیداد ملنے پر دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع کر دوں گی۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میں اس کے ۱۰/۱ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کرتی ہوں۔

میں اس وقت بی اے کی طالبہ ہوں۔ کوئی آمد نہیں ہے۔ اخراجات خورد ونوش -/۳۰۰ روپیہ ماہوار تاز[illegible] اس کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ نیز اگر آئندہ کوئی آمد یا جائیداد مزید پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

میری وصیت ۲۰۰۲-۱۲-۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
سید جمیل احمد ولد سید ہمام الدین احمد مرحوم	امۃ الرحمٰن مبارکہ	سید آفتاب عالم ولد سیّد محمد عاشق حسین صاحب مرحوم

وصیت نمبر 15200: میں کے وی حسن کو یا ولد مکرم وی محمد صاحب مرحوم پیشہ ریٹائرڈ عمر 55 سال تاریخ بیعت 69-5-13 ساکن کالیکٹ ڈاکخانہ کالیکٹ ضلع کالیکٹ صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11/08/02 حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱۰/۱ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ اور آبائی جائیداد سے کوئی حصہ نہیں ملا۔

میری آمد اس وقت بصورت وظیفہ مبلغ -/۳۴۰۲ روپے ہے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ تازیست اس آمد کا ۱۰/۱ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ نیز خاکسار کو P.F. وغیرہ ملنا ہے۔ ملنے پر اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دوں گا۔

نیز آئندہ اگر کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دوں گا۔ اور اُس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔۔

میری وصیت ۰۲-۸-۱ سے نافذ العمل ہوگی۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

گواہ شد	العبد	گواہ شُد
محمد انور احمد ولد محمد منصور احمد صاحب قادیان	کے وی حسن کو یا	عبد الرّزاق ولد محترم عبد اللہ صاحب درویش قادیان

﴿سال 2003 میں تبلیغی وتربیتی جلسے﴾

جملہ احباب جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان، مبلغین کرام اور معلمین کرام کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت اصلاح وارشاد کی طرف سے دوران سال 2003ء درج ذیل تفصیل کے مطابق تبلیغی وتربیتی جلسوں کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔

سیرت النبیؐ کے کم از کم چار جلسے دوران سال منعقد کئے جائیں۔ مقامی سہولت کے مطابق ان تاریخوں میں تبدیلی کی جاسکتی ہے۔

جلسہ یوم مصلح موعودؓ	20 فروری 2003ء
جلسہ یوم مسیح موعودؑ	23 مارچ 2003ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	27 اپریل 2003ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	15 مئی 2003ء
جلسہ یوم خلافت	27 مئی 2003ء
جلسہ ہفتہ قرآن مجید	یکم تا سات جولائی 2003ء
جلسہ سیرت النبی ﷺ	31 اگست 2003ء
جلسہ یوم پیشوایان مذاہب	26 اکتوبر 2003ء

امراء کرام وصدر صاحبان جماعت سے گذارش ہے کہ مذکورہ تمام جلسوں کا انعقاد شایان شان رنگ میں کیا جائے۔ یہ جلسے نو مبائعین کی تربیت کا بہترین ذریعہ ہیں۔ اس لئے خصوصی طور پر نو مبائعین احباب وخواتین اور نئی نسل کے بچوں وبچیوں کو ان اجلاسات میں منظم طریق سے شریک کریں۔ اسی طرح انہیں ان جلسوں کی اہمیت افادیت اور برکات کا بھی علم ہوگا۔

اور پھر ان جلسوں کی رپورٹس خلاصے کی صورت میں نظارت اصلاح وارشاد کو بھجواتے رہیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT ND-RN61/57

Editor:
Muneer Ahmad Khadim
Tel Fax (0091) 01872-20757
Tel Fax (0091) 01872-21702
Tel (0091) 01872-20814

The Weekly BADR Qadian

Qadian 143516, Distt. Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol:52 Tuesday 21 January 2003 Issue No. 3

Subscription
Annual Rs/-200
Foreign
By Air : 20 £ or 40 U.S $:40 euro
By Sea : 10 £ Or 20 U.S $

جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر معززین اور حکام کے خیر سگالی پیغامات

جلسہ سالانہ قادیان منعقدہ 26تا 28دسمبر 2002ء کے موقع پر ملکی حکام اور معززین نے جو خیر سگالی پیغامات بھجوائے ہیں وہ ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔ ☆

عزت مآب گورنر ہماچل

مجھے یہ معلوم کر کے ازحد خوشی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ، قادیان (ضلع گورداسپور پنجاب) میں 28-27-26 دسمبر 02ء کو اپنا 111 واں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔ یہ جماعت تمام مذاہب، مخلوق خدا کے تئیں محبت و رواداری اور امن واتحاد کا پیغام دیتی ہے۔ یہ سالانہ روحانی جلسہ تمام مذاہب کو قریب لاتا ہے اور زندہ جاوید سچائیوں اور محبت و امن کیلئے ایک بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔ یہ جلسہ تمام مذاہب کے درمیان عزت اور رواداری کا قیام کرتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے ماٹو "محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں" کو اس دور میں پھیلانے اور وسیع کرنے کی ضرورت ہے۔

اس جلسہ کی کامیابی کے لئے میں اپنی نیک تمنائیں پیش کرتا ہوں۔

سُورج بھان
گورنر ہماچل پردیش

عزت مآب گورنر اترانچل

مجھے یہ جان کر بہت مسرت ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ بھارت اپنے مرکز قادیان (پنجاب) میں اپنا 111واں سالانہ جلسہ 26 سے 28 دسمبر 2002ء تک منعقد کر رہی ہے جس میں ملک اور بیرون ملک سے بھاری مقدار میں مہمان حصہ لے رہے ہیں۔

واضح ہو کہ جماعت احمدیہ نے سماجی ترقی، ملکی تعمیر، قومی اتحاد اور انسانیت کو بڑھاوا دینے میں ایک قیمتی کردار ادا کیا ہے۔ اسی طرح تمام مذاہب کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور برابر کی عزت دینے میں ان کا ایک قابل تعریف آدرش ہے۔

......میں جماعت احمدیہ کے پردھان حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کو اس جلسے کے انعقاد کی مبارک باد دیتا ہوں اور امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر صاحب کے لئے اپنی دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں اس طرح ملک اور بیرون ملک سے آنے والے مہمانوں کو بھی مبارک باد دیتا ہوں اور ان کے روشن مستقبل کی تمنا کرتا ہوں۔

سُرجیت سنگھ برنالہ
گورنر اترانچل

عزت مآب وزیر اعلیٰ ہریانہ

یہ خوشی کی بات ہے کہ جماعت احمدیہ بھارت قادیان (پنجاب) میں 26 سے 28 دسمبر 02ء تک اپنا 111 واں سالانہ جلسہ منعقد کر رہی ہے۔

ہمارے ملک میں مختلف مذاہب کے لوگ صدیوں سے آپسی بھائی چارے پریم اور ایکتا سے رہتے چلے آرہے ہیں سبھی فرقوں کی مذہبی اور سماجی تنظیمیں انسانیت کی سیوا اور بھلائی کے کام کرتی ہیں۔ سبھی دھرموں میں انسانی خدمت کو ہی اصلی دھرم مانا گیا ہے انسان کی خدمت ہی خدا کی سب سے اول عبادت ہے۔

میں امید کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ بھارت بھی سماج کے غریب اور بے سہارا اور کمزور لوگوں کی مدد کر کے اپنے سماجی فرض کو ادا کرتی رہے۔

اوم پرکاش چوٹالہ
وزیر اعلیٰ ہریانہ

عزت مآب گورنر ہریانہ

مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ احمدیہ مسلم جماعت قادیان ضلع گورداسپور پنجاب میں خدا کی عبادت عالمی امن اور ملک کی خوشحالی کیلئے 26 سے 28 دسمبر 02ء تک اپنا 111 واں جلسہ سالانہ منعقد کر رہی ہے۔

یہ مذہبی جماعت سماج کو اخلاقی و روحانی اعتبار سے بلند کرنے اور مختلف مذاہب کے درمیان عالمی بھائی چارہ و برابری پیدا کرنے میں بہت کامیاب ثابت ہوئی ہے۔

مجھے یقین ہے کہ یہ جلسہ بھی ملک وملت کی ترقی کیلئے ایک سنگ میل ثابت ہوگا۔

اس جلسہ کی کامیابی کیلئے میں اپنی نیک خواہشات پیش کرتا ہوں۔

بابو پرمانند
گورنر ہریانہ

طلباء کے لئے مفید معلومات

انجینئرنگ ڈپلوما

☆......آٹوموبائل انجینئرنگ۔ ☆......ریفریجریشن اینڈ اے سی انجینئرنگ۔ ☆......الیکٹرونکس انجینئرنگ۔

☆......ریڈیو اینڈ ٹی وی انجینئرنگ۔

قابلیت:: ہائی سکول۔ **درخواست::** داخلہ فارم اور تفصیلات یا تو ادارہ سے 100 روپے نقد دے کر لیں یا ادارہ کے نام 140 روپے کا ڈیمانڈ ڈرافٹ بھیجیں۔ **آخری تاریخ::** 17 جنوری 2003ء

ایڈریس:: وشویشوریا کالج آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی۔ سی بی 152 مکھیہ رینگ روڈ۔ نرینا نئی دلی -100028

میڈیکل

☆......ایم بی بی ایس

قابلیت:: کم سے کم 60 فیصد نمبروں کے ساتھ سائنس کے مضامین سے انٹرمیڈیٹ۔

درخواست:: داخلہ فارم اور پراسپیکٹس 155 روپے میں سبھی اہم شہروں کے بڑے ڈاک گھروں میں موجود ہیں۔ **آخری تاریخ::** 17 فروری 2003ء۔

ایڈریس:: آفیسر انچارج (ایڈمیشن آفیسر) آرمڈ فورسز میڈیکل کالج۔ پونے۔

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ

جماعت احمدیہ کیرنگ اڑیسہ کا 39 واں جلسہ سالانہ انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ 16, 15 مارچ بروز ہفتہ اتوار 2003 منعقد ہو رہا ہے۔

صوبہ اڑیسہ کی جملہ جماعتوں کے احباب سے اپنے اپنے علاقہ کے نو مبائعین کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کرنے کی درخواست ہے۔ قارئین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب فرمائے۔ اور یہ جلسہ علاقہ بھر کی سعید روحوں کی ہدایت کا موجب ہو۔ آمین۔......(ناظر اصلاح وارشاد قادیان)

مسئلہ عراق پر امریکی حملے کا

کئی ماہ سے عراق پر امریکہ اور اس کے حلیفوں کے حملوں کی تیاری کا سلسلہ جاری ہے۔ اگرچہ اس تعلق میں یورپ کے ممالک اور خاص طور پر برطانیہ کے چرچ نے سخت نکتہ چینی کی ہے اور اس حملہ کے خلاف آواز اٹھائی ہے لیکن پھر بھی برطانیہ کے ٹونی بلیئر اس حملہ کی تائید کرنے والوں میں سب سے آگے ہیں۔ اس حملہ کو ایک سیاسی حملہ قرار دینے کے لئے برطانیہ اور امریکہ کی گہری سیاست ہے۔ چنانچہ انہوں نے چرچ کو اس حملہ کے خلاف بنایا ہوا ہے تاکہ مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات واضح کی جائے کہ یہ اسلام پر نہ ہو کر عراق پر ایک سیاسی حملہ ہے تاکہ اسے کیمیائی اور جراثیمی ہتھیاروں کی نشاندہی کرنے پر مجبور کردیا جائے۔

دوسری طرف بقول عراق وہ اقوام متحدہ کے اسلحہ انسپکٹروں سے ہتھیاروں کے انسپکشن کے معاملہ میں تعاون کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ یورپی یونین تا حال عراق پر امریکی حملے کی تائید میں متفق نہیں ہوسکی ہے۔ اور اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری نے بھی بار بار اس مسئلے کو امن و امان سے حل کرنے کی تحریک کی ہے۔ دوسری طرف امریکہ اور اس کے حلیف لگاتار جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہیں اور حال ہی میں امریکہ نے 27000 فوجیوں کی ایک نئی کھیپ خلیج کی طرف روانہ کردی ہے۔ اسی طرح اپنی جنگی تیاریوں کے سلسلے میں ہی امریکہ اپنے ایک ایسے بحری جہاز کو روانہ کرچکا ہے جو ایک جدید ہسپتال کی شکل میں ہے اور جس میں بیک وقت ایک ہزار زخمی فوجیوں کو داخل کر کے جدید طبی سہولتوں کے ساتھ ان کا علاج کروایا جاسکتا ہے۔

مسئلہ شمالی کوریا کا

شمالی کوریا بھی ان ملکوں میں شامل ہے جن پر اجتماعی انسانی تباہی کے ہتھیار رکھنے اور دنیا میں کیمیاوی اور جراثیمی جنگ پھیلانے کا الزام ہے۔ شمالی کوریا میں بھی اقوام متحدہ نے اپنے انسپکٹر بھجوائے تھے لیکن شمالی کوریا نے ان بین الاقوامی انسپکٹروں کو واپس کردیا تھا اور پلوٹونیم تیار کرنے والے ایٹمی ری ایکٹر نے اقوام متحدہ کے نصب کئے گئے کیمروں کو بند کردیا تھا۔

امریکہ اور اس کے اتحادی، شمالی کوریا پر اپنا شکنجہ کس کر اس پر حملہ کرنا چاہتے تو ہیں لیکن جنگی تبصرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ اگر شمالی کوریا پر حملہ ہوا تو شمالی کوریا اس کے عوض میں جنوبی کوریا کی راجدھانی سیول پر ایک گھنٹہ میں پانچ لاکھ گولے داغ سکتا ہے جس سے روزانہ دس لاکھ لوگوں کے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہے۔ انہیں وجوہ کی بنا پر امریکہ شمالی کوریا پر حملہ نہیں کرتا۔ جین ڈیفنس ویکلی ایشیا پیسیفک کے ایڈیٹر رابرٹ کارنیول کا کہنا ہے کہ شمالی کوریا کے پاس تقریبا 11 لاکھ افواج ہیں جس کی ستر فیصد تعداد جنوبی کوریا اور شمالی کوریا کے درمیان غیر فوجی علاقہ کے نزدیک لگی ہوئی ہے۔ دوسری طرف جنوبی کوریا میں امریکہ کے صرف 37000 فوجی تعینات ہیں۔

امریکی سائنسدانوں کی فیڈریشن کا کہنا ہے کہ شمالی کوریا کے پاس 1960 کی دہائی سے کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے پاس 500 بلیسٹک میزائل ہیں جو جاپان تک مار کرسکتے ہیں۔ ان سائنسدانوں کے کہنا ہے کہ شمالی کوریا نے گیارہ ہزار توپیں سیول کو نشانہ بنانے کے لئے تعینات کی ہوئی ہیں۔ ☆☆

نائیجیریا میں
مسلم عیسائی فساد میں 100 ہلاک

گزشتہ دنوں نائجیریا کے کدونا شہر میں مسلم عیسائی فرقہ وارانہ فساد میں اب تک سو سے زائد افراد ہلاک ہوچکے ہیں۔ یہ اطلاع ریڈ کراس سوسائٹی کے اہلکاروں نے دی۔ نائجیریائی ریڈ کراس کے ترجمان نے بتایا کہ کم از کم 521 زخمی افراد کو رضا کاروں کی ایک ٹیم نے شہر کے اسپتالوں میں بھرتی کیا ہے۔ کدونا میں سول رائٹس کانگریس کے سربراہ شیہو سانی نے بتایا کہ ایجنسی کے شاہدین نے شہر کے مختلف حصوں میں 50 لاشوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور زخمیوں کو بھی۔

کدونا میں اس وقت حالات کشیدہ ہوگئے تھے جب کچھ مسلم نوجوانوں نے 17 راکتوبر کو نائجیریا کی دارالسلطنت ابوجا میں ہونے والے مقابلہ حسن کے بارے میں ایک اخبار نے بے ہودہ مضمون شائع کر کے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو تکلیف پہنچائی تھی۔ مشتعل نوجوانوں نے اخبار کے دفتر کو آگ لگادی اور پھر احتجاجی قدم آگے بڑھاتے ہوئے عیسائیوں کے گرجا گھروں اور مکانات کو اپنا نشانہ بنایا۔ عینی شاہدوں کے مطابق کئی مذہبی عمارتوں کو نذر آتش کردیا گیا۔ شروع شروع میں مسلمانوں کی طرف سے حملے کئے گئے تھے لیکن بعد میں عیسائیوں بھی نے انتقامی کاروائیاں کیں۔ دونوں طبقوں یعنی مسلم عیسائی کے درمیان قیام امن کے لئے قائم کی گئی بین عقائد کمیٹی کے سربراہ ریوریند جیمس نے کہا کہ کدونا کے شمالی علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف کاروائی کی گئی۔ ☆

کیرانہ میں
نمازیوں کے دو گروپ میں تصادم

گزشتہ دنوں کیرانہ میں رمضان المبارک کے دوسرے جمعہ کے دن نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد نمازیوں کے دو گروہوں کے بیچ گولیاں چلیں اور پتھراؤ ہوا۔ اس جھگڑے میں چار افراد زخمی ہوئے۔ فائرنگ کے بعد علاقہ میں کشیدگی پھیل گئی جس پر قابو پانے کے لئے فورس تعینات کی گئی۔

کیرانہ پرائیوٹ بس سٹینڈ پر واقع مسجد سے تقریبا ڈیڑھ بجے نمازی جب جمعہ کی نماز پڑھ کر باہر نکلے تو 'مناماجرہ' گاؤں کے ایک گروپ نے دوسرے گروپ کے لوگوں پر حملہ کر دیا جس سے دونوں گروپوں کے درمیان جم کر فائرنگ ہوئی اور پتھراؤ کیا گیا۔ پہلے حملہ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ جب نمازی مسجد سے باہر نکل رہے تھے تو طیب نام کے شخص نے طمنچہ دکھا کر گولی مارنے کی دھمکی دی اس کے بعد معاملہ بڑھ گیا بہر حال یہ بات ضلع میں موضوع سخن بن گئی کہ یہ کس طرح کے نمازی اور روزہ دار ہیں جنہوں نے رمضان کا بھی خیال نہیں کیا اور ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوگئے ☆

پیلی بھیت میں بریلویوں کا اعلان
"دیوبندیوں کو مسجد میں نماز نہ پڑھنے دیں گے"

رمضان المبارک کے دنوں میں ہی پیلی بھیت میں بریلویوں و دیوبندیوں کے بیچ پرانا جھگڑا پھر سے شروع ہوگیا۔ شہر کے مفتی اور درجنوں اماموں نے ایک جگہ بیٹھ کر کے یہ اعلان کیا کہ یکم رمضان سے دیوبندیوں کو مسجدوں میں نماز ادا نہیں کرنے دی جائے گی۔ پہلے بھی بریلویوں اور دیوبندیوں میں اس طرح کے حالات پیدا ہوئے مگر انتظامیہ کو مداخلت کر کے سمجھوتا کرانا پڑا تھا۔ شہر کے درجنوں امام سجادہ نشین جرتاب رضا خان کے مکان پر اکٹھا ہوئے جس میں شہر کے مفتی مولانا معصوم رضا خان کا تحریری پیغام پڑھ کر سنایا گیا مفتی نے اپنے پیغام میں سخت الفاظ کا استعمال کرتے ہوئے کہا کہ دیوبندیوں وہابیوں پر مسجدوں میں نماز پڑھنے پر پابندی لگائی جائے انہیں مسجد کے اندر داخل نہ ہونے دیا جائے اور اگر ضرورت پڑے تو طاقت کا استعمال کیا جائے۔

جرتاب رضا خان نے الزام لگایا کہ پچھلے دنوں سے شہر میں کچھ مشکوک لوگوں کی کارکردگی بڑھ رہی ہے جو دیوبندی و جماعت اسلامی سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان کا کام معاشرے میں زہر گھولکر امن و امان کو خطرہ پہنچانا ہے انہوں نے الزام لگایا کہ گجرات میں فساد جماعت اسلامی کی ہی دین ہے جس میں سینکڑوں بے گناہوں کی جانیں گئیں۔

(مرسلہ نثیل احمد سہارنپوری سرکل انچارج شولاپور مہاراشٹر)

آئینۂ پاکستان

پاکستان میں تاریخ کا سب سے بڑا فوجی گھپلہ

حال ہی میں پاکستان کے آڈیٹر جنرل نے پچھلے تین برسوں کے دوران فوج کی طرف سے دس ارب روپے کے خرد برد کرنے کا انکشاف کیا ہے۔ ان اخراجات میں ہتھیاروں، جہازوں، ہوائی جہازوں، ٹینکوں، میزائلوں کی خریداری یا ایٹمی پروگرام سے متعلق کسی قسم کا خرچہ شامل نہیں ہے۔ رپورٹ کے مطابق بیشتر اخراجات اب بھی صیغۂ راز میں ہیں اور اربوں روپے کے گھپلے کا معاملہ کبھی روشنی میں نہیں آسکے گا۔

ساؤتھ ایشیا ٹریبیون رپورٹ کے مطابق یہ رقم کم از کم دس ارب روپے تک ہوسکتی ہے۔ ساؤتھ ایشیا ٹریبیون امریکہ میں ایک پاکستانی اخبار ہے جس کے مطابق مشرف کا دامن بھی اس گھوٹالے میں داغدار ہے۔

امریکہ میں پاکستانیوں کی رجسٹریشن

حال ہی میں امریکہ نے وہاں مقیم پاکستانی سمیت کئی مسلم ممالک کے باشندوں کی رجسٹریشن کو ضروری قرار دیا ہے تاکہ وہ اپنی ملکی امن و امان کے مسئلہ کو کسی طرح حل کرسکے اس امریکی نئے قانون کے مطابق مسلم ممالک کے سولہ سال کے لڑکوں اور مردوں کو اپنا رجسٹریشن کرانا ہوگا انہیں اپنی انگلیوں کے نشان دینے ہوں گے فوٹو کھنچوانا ہوگا اور حلف لیکر ان کے سوالات کے جوابات دینے ہوں گے اس ساری کاروائی کا مقصد ملک میں ہر سال آنے والے ساڑھے تین کروڑ لوگوں میں سے امکانی دہشت گرد کا پتہ لگانا ہے امریکہ کے اس طرز عمل سے مسلمان کافی حراساں ہیں اور اس کو اپنی ذلت محسوس کر رہے ہیں۔ بتایا جاتا ہے کہ اس تمام واقعہ میں پاکستانیوں کی خاص طور پر کافی ذرگت بن رہی ہے اور اس مسئلہ کے حل کے لئے پاکستانی وزیر خارجہ خورشید محمد نقوی بش ایڈمنسٹریشن سے منت ساجت کرنے کے لئے امریکہ پہنچ گئے ہیں۔ دریں اثنا پاکستان کے وزیر اعظم ظفر اللہ خان جمالی نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ امریکہ کے اس طرز عمل کے ذمہ دار بعض پاکستانی کٹر پنتھی ملاؤں کے بیانات ہیں۔ اگرچہ انہوں نے طالبان نواز متحدہ مجلس عمل کے مولاناؤں کا براہ راست ذکر نہیں کیا لیکن ان کا اشارہ انہیں کے ایسے منفی بیانات کی طرف تھا۔

بعض تبصرہ نگاروں کا کہنا ہے کہ جب پاکستان کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنی من مانی کرتے ہوئے توہین رسالت کے آرڈیننس جاری کر کے عیسائیوں اور دیگران کو اس میں ملوث کرنے کی کوشش کرے اور اس کے نتیجہ میں دوسرے ممالک کے شہریوں کی توہین ہو تو پھر امریکہ کے اس طرز عمل پر پاکستان کا تلملانا ایک بے معنی بات ہے۔ ☆☆

لجنہ اماء اللہ محبوب نگر کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبیؐ

۲۸؍اکتوبر کو بعد نماز ظہر محترمہ شمیم سلطانہ صاحبہ کے گھر مکرمہ بشریٰ نثار صاحبہ کی زیر صدارت جلسہ سیرۃ النبیؐ منعقد ہوا۔ جلسہ میں لجنہ اماء اللہ چنتہ کنٹہ کی عہدیداران نے بھی شرکت کی۔ تلاوت و نظم کے بعد محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ، عزیزہ بشریٰ طیبہ صاحبہ، عزیزہ عظمت النساء صاحبہ، محترمہ بدر النساء صاحبہ، محترمہ بشریٰ نثار صاحبہ، محترمہ شکیلہ بیگم صاحبہ، عزیزہ سعدیہ بیگم صاحبہ نے تقریر کی۔ خاکسار نے شکریہ ادا کیا۔ محترمہ شمیم سلطانہ صاحبہ کی طرف سے حاضرین کی ضیافت کی گئی۔

(صابرہ بیگم صدر لجنہ محبوب نگر)